یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان
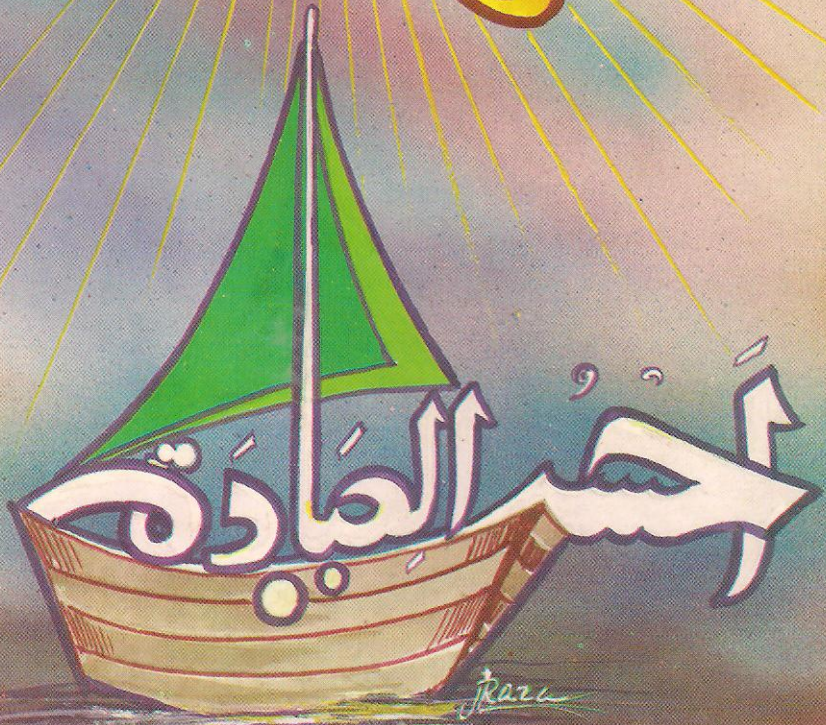
الله
محمد
احسن العبادة
Raza
حسن عمل کی دولت اس ذکر کی بدولت
ذکر خدا و احمد ہے احسن العبادت
(حمد، نعت، مدح اور قطعات)
احمد علی اثیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَحْسَنُ الْعِبَادَتْ

(حمد و نعت و مدح اور قطعات)

حُسنِ عمل کی دولت اِس ذکر کی بدولت
ذکرِ خدا و احمدؐ ہے اَحْسَنُ الْعِبَادَت

احمد علی اسیر

مُصنّف — احمد علی اسیر

سرورق — جناب جعفر رضا

خوش نویس — بقلم خود

بہ تعاون — جناب سیّد محمد حسین و دیگر احباب

مطبع — اوکھائی پرنٹنگ پریس، فون 2631124

ہدیہ: ۸۰ روپئے

چہرے

اِنتساب

حُضورِ اکرم صَلّیَ اللّٰہُ عَلیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمُ
کے چاہنے والوں
اور
اتّباع کرنیوالوں
حق شناسوں کے **نام**

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ط
(القرآن)

(کہدیجیے (اے محمدؐ)
اگر تم خُدا سے محبّت رکھتے ہو تو میری (محمدؐ کی) پیروی کرو،
تو خُدا بھی تم کو دوست رکھیگا۔)

پیش رس

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ "اول ما خلق اللہ نوری" (الحدیث)

وہ نورِ اوّل جو ممدوحِ ربّ العٰلمین اور تمام کائنات کیلئے رحمۃ للعٰلمین ہو، وہ نورانی ذات جو حُسنِ مجسّم محبوبِ خدا اور وجہہِ تخلیق کائنات ہو، جو ہمارا محسن ھادیٔ برحق ہو، ایسی بزرگ و برتر ہستی کی شان میں مدح و ثنا، اور میں خاکی بندۂ ناچیز اپنی زبان کھولوں! اللہ اللہ میری کیا مجال، یہ تو وہ ہیں جن کی مدح و ثنا خود پروردگار عالم کرتا ہے۔ وہ الفاظ یہ بندہ کہاں سے لائے؟ میں تو ان کے درِ پاک کے گداؤں کے گداؤں کے گداؤں میں سے ایک ادنیٰ حقیر فقیر اسیر ہوں۔ بس انؐ کے حُسنِ بے پایاں تصوّر میں مگن ہوں اور انجانی بن دیکھی، سُنی سنائی محبتِ ایمانی میں دل سے سرشار ہو کر والہانہ کبھی کبھی کچھ اشعار گنگناتا ہوں، سُناتا ہوں، اسی کو لوگ یوں کہتے ہیں کہ نعت ہے اور پیاری خوبصورت نعتِ رسولؐ ہے۔

اس کا احساس اور کچھ یقین مجھے بھی یوں ہوا کہ، میری ملاقات حُسنِ اتفاق سے درمیان تیزگام (ٹرین) ایک ایسے بزرگ باریش سے ہوئی جو کئی مرتبہ مقدّس حج اور مدینۂ منوّرہ میں حضورِ اکرمؐ کے پُرنور روضۂ مبارک پر حاضری اور نعت شریف پڑھنے کی سعادت حاصل فرما چکے تھے۔ وہ انکے بقول جب کبھی حضورؐ سے گڑگڑا کر آنسوؤں کی رِم جھم میں دُعا کرتے تھے تو کسی نہ کسی بہانے حیلے سرکارؐ کا بُلاوا آجاتا تھا، یہ انکی خوش قسمتی تھی۔

حضرت نعت گو استاد قسم کے اچھے شاعر تھے۔ میری فرمائش پر بزرگوار نے سرکار دو عالم محبوبِ خدا کا ایک قدرے طویل مرصع سراپا جھوم جھوم کر خوب سنایا۔ اشعار قصیدہ نما اچھے تھے میں نے بھی خوب خوب داد دی، سبحان اللہ، واہ واہ۔ جب وہ سنا چکے تو مختصر سی خاموشی کے بعد انھوں نے جواباً مجھ سے بھی کچھ سنانے کیلئے فرمایا۔ میں نے عرض کیا قبلہ! آپکے سامنے تو میں طفلِ مکتب ہوں، میری کیا بساط۔ لیکن حضرت نہ مانے، اصرار فرمانے لگے۔ تو میں نے کہا 'جناب سبحان اللہ' آپ نے کتنا حسین حضورؐ کا سراپا بیان کیا گویا سرکارؐ کی جھلک سی دکھادی' واہ واہ۔ جناب میں نے تو نہ حضورؐ کو دیکھا، نہ ہی انکے دیکھنے والوں کو دیکھا، نہ انکو سنا، میں تو تشنۂ جمال و کمال ہوں بس یوں ہی اُنؐ کا پیارا سا نام لیکر کچھ دل کی پیاس بجھا لیتا ہوں۔ بہرحال جو کچھ بھی سُن سنا کر حضورؐ کی معرفت حاصل کر سکا ہوں پیشِ خدمت ہے۔ یہ قطعہ ہے۔ ؎

"یوں زینتِ عالم ہے محمدؐ کا مدینہ
جیسے کہ انگوٹھی پہ ہو انمول نگینہ
انساں کو فرشتوں سے بھی بڑھتا ہوا پاکے
جبرئیل کو آتا ہے پسینے پہ پسینہ"

واہ وا کہتے ہوئے وہ تو اچھل سے گئے۔ جزاک اللہ، ماشاء اللہ میاں تم نے غضب کر دیا میرے سارے سراپے پر پانی پھیر دیا۔ آہاہاہا، واہ وا کیا معرفت ہے۔ مجھ سے بار بار پڑھوایا اور کہا بھئی مجھے یہ لکھ دو، میں حضورؐ کے روضہ پر سناؤنگا۔ تو اس طرح مجھے اور احساس ہوا کہ میں نعت شریف بھی کہہ لیتا ہوں۔ یہ احساس مزید یقین میں بدلتا چلا گیا جب کہ کئی نعتیہ مشاعرے میں مجھے کامیابی اور پسندیدگی کے ساتھ شہرت حاصل ہوئی۔ جو میرے لئے باعث فخر بن گئے۔ خصوصاً

خیرپور سندھ غالباً ۱۹۵۷ء کا ایک سرکاری نعتیہ مشاعرہ جہاں زیرِ صدارت جناب نیاز احمد صاحب کمشنر حیدرآباد، پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جسکے عینی شاہد جناب رہبر ہاشمی جناب اکبر، جناب اقتدا رضوی، جناب ناصر مرغوب صاحبان اور بہت سے سامعین حضرات اب بھی موجود ہیں، کہ باہر کے شعراء حضرات میں سے صرف اور صرف میں نے ہی پڑھا، اور بعد میرے مشاعرہ ختم ہونے کا اعلان کرنا پڑا۔

ہوا یوں کہ مقامی حضراتِ شعراء کی وجہ سے ہوٹنگ شروع ہو گئی۔ تنگ آکر کسی نے میرا نام دے دیا اور مجھے بلا لیا گیا۔ میں گھبرایا ضرور، مگر محمدؐ کا نام لیکر اسی بالا قطعہ کو ترنم سے پڑھا۔ پھر تو محفل اپنی ہو گئی اور واہ واکی فلک شگاف گونج میں، یکدم میں نیچے بیٹھ کر ہٹ گیا۔ پھر تو ہر طرف سے شور اٹھا، اور، اور، اور، بھیجو بھیجو انھیں کو اور بھیجو۔ کمشنر صاحب نے مجھ سے خود کہا جائیے جناب؛ ہزاروں باذوق سامعین کی آواز ہے۔

میں نے مائیک پہ آکے کہا، حضور ایک نعتیہ نظم "کفر و ایماں" پیشِ خدمت ہے۔ بسم اللہ کی آواز گونجی۔ اور میں نے تقریباً تین گھنٹے یا کچھ کم و بیش ہو، مسلسل ایک ایک بند کو تین تین چار چار مرتبہ فرمائش پر پڑھا۔ لوگوں نے بھی توجہ سے سنا اور بے تحاشا تعریف و داد سے نوازا۔ جب نعتیہ نظم ختم ہوئی تو سامعین حضرات کا ایک ریلا سا امڈا اور پھر مجمعِ پُرجوش نے مجھے یوں سراہا کہ جیسے کسی محبوب لیڈر کو لوگ کاندھوں پر بٹھا کر جلوس کی شکل میں دلچسپ اور فخر آمیز پذیرائی کرتے ہیں۔ وہ نظم اس مجموعہ میں بھی شامل ہے۔ ایک بند تو اتنا پڑھوایا کہ اسکا ایک شعر زبان زدِ عام ہو گیا۔ سنا کہ ان لوگوں نے اس شعر کو الیکشن کے بینر میں استعمال کیا ؎

"لٹیروں نے جنگل میں شمعیں جلا دیں ؏ مسافر یہ سمجھا کہ منزل یہی ہے"۔

اب تو مجھے پختہ یقین ہو گیا کہ میں بھی حضورؐ کا مداح، نام لیوا غلام درِ غلام

ہوں، میں بھی سردارِ انبیاء، سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا روح پرور ذکر کرنیوالا ہوں جبکہ وہ آنحضرتؐ خود ذکرِ پاک ہیں۔ " اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا ؕ (القرآن) (ترجمہ:۔ ہم نے بیشک تمہاری طرف ذکر کو بھیجا ہے جو رسولؐ ہے وہ تم پر ہماری آیات تلاوت کرتا ہے۔) یعنی ذکر رسولِ خدا کا نام ہے، جو میں نعت کی صورت میں اُن کی معرفت رکھکر وِرد کرتا رہتا ہوں۔ جیسا کہ حضورؐ کا فرمان ہے، کہ میرا ذکر خدا کا ذکر ہے اور خدا کا ذکر عبادت ہے۔ اِس ذکر کو اللہ یوں بھی پیش فرما رہا ہے۔ " وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ " (ہم نے (اے محمدؐ) جو آپ کو بھیجا ہے تو یہ دراصل تمام عالمین کے حق میں ہماری رحمت ہے۔) (الانبیآء)

کیا شان ہے، کیا ذکر ہے، کیا رحمت و نعمت ہے، کیا قربت و محبوبیت ہے کہ ربّ العٰلمین نے اپنے ساتھ ہی رحمۃً للعٰلمین کا ذکر قرآن میں کیا ہے۔ تقریباً دسؔ جگہ تو مجھے معلوم ہے، مثلاً ۱، فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، ۲، .... اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۳، وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ، ۴، اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، ۵، وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، ۶، وَیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، ۷، اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ، ۸، فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، ۹، اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ، ۱۰، وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔

پھر حدیثِ قدسی میں ارشاد ہے، " لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ " ترجمہ (اے ہمارے رسولؐ) اگر پیدا کرنا تمہارا ہمکو مقصود نہ ہوتا تو پھر آسمانوں کو ہرگز پیدا نہ کرتا۔) سہ

" چاند سورج جگمگاتی کہکشاں میں روشنی
نورِ اوّل کا ہے صدقہ ہر جہاں میں روشنی۔ "

"کیا کہوں عظمت تری اللہ اکبر مصطفےٰؐ
بن گیا تو اک ضرورت پیشِ داورِ مصطفےٰؐ"

"حق کو منظور محمدؐ کی ثنا آج بھی ہے
ہر طرف صلّیِ علیٰ صلّیِ علیٰ آج بھی ہے۔"

لہٰذا احقر العباد نے بھی حمدِ خدا کے ساتھ ہی نعتِ محمد مصطفےٰؐ اپنے مخصوص انداز میں پیش کر کے ذکرِ خدا و ذکرِ احمدؐ کی سعادت حاصل کی ہے جو عبادت تو کیا اَحسَنُ العِبادت ہے۔

"گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف۔"
احمد علی اسیر

تشکّر و امتنان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ؟

معلوم ہونا چاہیئے کہ احسان فراموشی گناہ سے کم نہیں ہے، اس لئے میں اپنے ایک ایسے محسن کا تذکرہ کر رہا ہوں جو کم از کم حق العباد میں عملاً بے مثل ہے۔ وہ شخص قابلِ ذکر ہے، قابلِ قدر ہے، اور قابلِ تعریف ہے۔

قابلِ ذکر اس لئے کہ مختلف علوم میں اُستاد اور ماہر ہے پھر بھی خود کو ایک طالب علم کہتا اور سمجھتا ہے۔ قابلِ قدر اس لئے ہے کہ اس مفاد پرست بے ایمان دور میں ایک بے لوث، انسانیت کے سانچے میں ڈھلا ہوا بندۂ بے دام ہے۔ قابلِ تعریف اس لئے کہ ان دونوں خوبیوں سے اپنے تو اپنے دوسروں کو بھی بے حرص و طمع علمی، ادبی، عقلی، جانی و مالی اور دینی و دنیاوی فیوض پہنچانے میں فیاض ہے۔ لوگ سرطرح فائدہ اٹھاتے رہے اور اٹھا رہے ہیں۔ اُن میں سے کچھ تو ماہر سرجن، ڈاکٹرز، بڑے افسر، پروفیسر، شاعر، مضمون نگار اور کچھ بینکرز بنے بیٹھے ہیں۔ معزز شہری کہلاتے ہیں۔

یہ بیچارے سادہ لوح، فقیر منش مسلمان، جو دوسروں کے کام آنے کو فرض اور عبادت کا درجہ دیتے ہیں۔ بلا معاوضہ دوسروں کیلئے محنت و جانفشانی کرتے ہیں۔ یہ کام ہر ایک کے بس کی بات نہیں لہٰذا اب تو صحت بھی جواب دے رہی ہے پھر بھی قلم و کتاب و کاپیوں سے شغل جاری و ساری ہے۔ نسخے و مسودے تیار ہو رہے ہیں۔

بہترین شغل، فری تعلیم دینا اور اونچی کلاسوں کیلئے کورسز کے مطابق شرح اور سوال و جواب کی آسان و صاف ستھری زبان و الفاظ میں تحریری مسودات تیار

کرنا اور اسکو کتابی شکل میں کسی نادار، حاجت مند کے نام سے شائع کرا کر اسکو مالی و معاشی فائدہ پہنچانا، گویا بے روزگار کو ایک باعزت روزگار سے لگانا ہے۔ اور خود جو پنشن ملتی ہے اسی پر گذر بسر کرنا۔ اور دوسری خدمتِ خلق، فری علاج کرنا، یا فری مخلصانہ طبی مشورے دینا اور فری ہی میڈیکل طلباء و طالبات کو تعلیم و تربیت دینا ہے۔ راقم نے اپنی غزلوں، نظموں کی کتاب "محبتوں کی کہکشاں" میں جو بازار میں دستیاب ہے (مطبوعہ شیخ شوکت اینڈ سنز) موصوف کی کچھ خوبیوں کو اُجاگر کرتے ہوئے یوں ایک قطعہ ہدیہ کیا تھا۔ قطعہ۔

"تیرے چراغِ علم سے جلتے رہے چراغ ۔ تو نے طبیب بن کے دیئے ہیں سکون و چین
تھوڑا سا کچھ اثیرؔ نے سمجھا تجھے تو یوں ۔ خوبی بھٹ بھٹ کے ہی اقتدار حسین"

جی ہاں، انھیں محترم جناب ڈاکٹر سیّد اقتدار حسین رضوی صاحب ڈبل ایم۔اے۔ مستند ڈاکٹر، ریٹائرڈ وی۔پی۔ آف نیشنل بینک کراچی پاکستان کا ذکرِ خیر کر رہا ہوں۔ جو جانتے ہیں خوب جانتے ہیں۔ محترم میرے عزیز، محسن، معالج، ہمدرد، اُستاد و خیرخواہ اور اچھے مشیر ہوتے ہوئے میری غلطیوں اور کوتاہیوں پر سرزنش، ڈانٹ ڈپٹ اور درگذر کرنے والے بھی ہیں۔ میرے لئے انکو بھلانا خود کو بھلانا ہے۔ ان کا تعارف کرانا اور شکر گذار ہونا میرا اوّلین فرض ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے اوصاف اور کارناموں کا احاطہ کرنا تو کارِ دارد ہے اس کیلئے ایک ضخیم کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔ میں مختصراً صرف انکے شعر و ادب کے ذخائر سے ایک نظم بعنوان "تلاش" پیش کرتا ہوں تاکہ باذوق و خوش فہم اور سخن سنج جو ادب نواز ہیں انکی بابت فیصلہ کرنے میں آسانی محسوس کریں۔ اسکے بعد انھیں کی ایک منظوم مناجات جو بقول انکے دنیا و آخرت میں سہارا اور باعثِ مغفرت ہے کی زحمت اور دونگا۔

تلاش

(از جناب اقتدا رضوی)

زمیں کا دوست ستاروں کا رازداں ہو کر
میں ڈھونڈھتا ہوں تجھے گردِ کارواں ہو کر

نظر میں ذوقِ طلب اور دل میں آس لئے
لبوں پہ گرمئ صد جستجو کی پیاس لئے

توقّعات کے گرد و غبار سے گذرا
تری تلاش میں ہر رہگذار سے گذرا

یہ تیز دھار صراطِ امید و بیم کے تار
یہ راستوں کے خم و پیچ یہ سراب کے خار

طلب کی دھوپ میں ناکامیوں کی چھاؤں کا رنگ
شکستہ پائی ذوقِ نظر کا عذرِ لنگ

یہ شورشیں، یہ تلاطم، یہ بے بسی کی ناؤ
یہ مدّ و جذرِ خیالات کا اتار چڑھاؤ

کوئی نہ چھین سکا مجھ سے یہ سُبک گامی
مجھے نہ روک سکی آرزو کی ناکامی
شکستہ پائی نے مجھکو کڑی کمان کیا
ہر اک شکست نے پھر حوصلہ جوان کیا

(۲)

تجھے امُید کی رنگیں گھپاؤں میں ڈھونڈھا
وفورِ یاس کی غمگیں فضاؤں میں ڈھونڈھا
گمان و وہم کے تاریک خار زاروں میں
یقیں کی چھاؤں میں، اِمکان کی بہاروں میں
تصوّرات کی پیچیدہ کہکشاؤں میں
تخیّلات کی لاَ اِنتہا فضاؤں میں
حجاب کی حدِ فاصِل مٹا کے دیکھ لیا
تعیُّنات کا پردہ اٹھا کے دیکھ لیا
طلسمِ بت کدۂ ممکنات میں ڈھونڈھا
تجھے وجود کے ہر سومنات میں ڈھونڈھا

۳

ترا جلال چھپائے، ترا جمال لئے
کمالِ گردشِ شام و سحر کا جال لئے
گذر رہا ہے زمانہ قدم بڑھائے ہوئے
خیف دوش پہ ماضی کی لاش اُٹھائے ہوئے
تجھے زمانے کے ہر جذر و مد میں ڈھونڈھا ہے
ازل سے پوچھ لیا ہے ابد میں ڈھونڈھا ہے
تجلّیات کے آئینہ خانے میں ڈھونڈھا
حقیقت ابدی کے فسانے میں ڈھونڈھا
کبھی اُلجھ گیا الہام کی کتابوں میں
کبھی بھٹک گیا زہرہ کے ماہتابوں میں
جمالِ آئینۂ صد صفات میں ڈھونڈھا
ہزار بار تجھے اپنی ذات میں ڈھونڈھا
نظر سے پوچھ لیا ہے خبر سے پوچھ لیا
خرد کی وسعتِ ہر رہگذر سے پوچھ لیا

قضا و قدر کے دستِ کمال میں ڈھونڈھا
نظر فریبئ حسن و جمال میں ڈھونڈھا

چمن میں پھول میں پتوں میں چاند تاروں میں
تلاش کرتا رہا زندگی کے خاروں میں

تقدسِ حرمِ کبریائی میں ڈھونڈھا
کمالِ سلسلۂ خودنمائی میں ڈھونڈھا

۴
(۲)

ہر ایک موڑ پہ اسرار کے یہ فوارے
ہر اک مدار پہ یہ زندگی کے سیارے

تلاش کر نہ سکا گمرہی کی رات میں، میں
بھٹک کے رہ گیا اپنے توہمات میں، میں

اگر سراغ دیا آہِ صبحگاہی نے
حجاب ڈال دیا میری کم نگاہی نے

۵

تجھے میں پاؤنگا اک روز یہ بعید نہیں
ابھی میں اپنے تجسس سے ناامید نہیں

تری تلاش میں ہر کہکشاں سے گذرونگا
طلسم گاہِ زمان و مکاں سے گذرونگا
ہزار گردشِ شام و سحر سے گذروں گا
تری تلاش میں ہر رہگذر سے گذروں گا
شکستِ آرزو کے پیچ و خم میں ڈھونڈھونگا
نوازشات کے رنگیں حرم میں ڈھونڈھونگا
جبینِ سجدہ میں، دستِ دعا میں ڈھونڈونگا
تجھے حیات کی ہر کربلا میں ڈھونڈونگا

۶

جب آرزوؤں کو حالات توڑ دیتے ہیں
توقّعات بھی جب ساتھ چھوڑ دیتے ہیں
ثباتِ حوصلہ کی نبض چھوٹ جاتی ہے
قضا و قدر سے بھی آس ٹوٹ جاتی ہے
قدم بھی تھکتے ہیں ہمّت بھی پست ہوتی ہے
کمالِ عزم و عمل کو شکست ہوتی ہے

اُمنگ اُٹھتی ہے اور تیرا نام لیتی ہے
امید چپکے سے پھر ہاتھ تھام لیتی ہے
شکستِ فاش میں بھی حوصلے بڑھاتی ہے
امید راہ میں لاکھوں دیئے جلاتی ہے

(۷)

توقعات کے رنگیں محل کو کہتے ہیں
امید، لذتِ ذوقِ عمل کو کہتے ہیں
امید ہی سے رواں زندگی کا دھارا ہے
غمِ حیات بھی انسان کو گوارا ہے
امید ہی تو درِ توبہ باز کرتی ہے
امید، زیست کا رشتہ دراز کرتی ہے
وفورِ کشمکشِ بےبسی سے ڈر جائے
اگر امید نہ ہو، آدمی ہی مر جائے
امید نام ہے، بےنام سے اشاروں کا
تلاش نام ہے، امید کے سہاروں کا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(از اقتدا رضوی صاحب)

حمد و مناجات

اے خدا اے خدا اے خدا اے خدا

تو ہے سب سے بڑا تو ہے سب سے بڑا

اے خدا تو، تو ہے خالق العالمین ؎ تو مبرا منزہ مجیب و متین

تو ہی رب العلیٰ تو ہی سب کا معین ؎ المدد المدد ارحم الراحمین

مجھکو لے ڈوبی میری یہ بے رہروی

میرے عصیاں کو بس آس ہے تو تری

اے خدا تو، تو ہر شے میں موجود ہے ؎ تو، تو ساری خلائق کا معبود ہے

مغنی تو صاحب یوم مشہود ہے ؎ قادر و واحد و حی و مسجود ہے

فخر کی جا ہے مجھکو تری بندگی

میرے عصیاں کو بس آس ہے تو تری

تیری حکمت کی حد کوئی حد ہی نہیں ؎ تیری قدرت کی حد کوئی حد ہی نہیں

تیری رحمت کی حد کوئی حد ہی نہیں ؎ تیری عظمت کی حد کوئی حد ہی نہیں

زیب دیتی ہے تجھکو تری اکبری

میرے عصیاں کو بس آس ہے تو تری

اے خدا اے خدا تو، تو ستار ہے ؎ تو، تو رحمان ہے تو، تو غفار ہے

اور یہ بندہ سراپا گنہگار ہے ؎ عفو کا تجھ سے تیری طلبگار ہے

اب ہوں میں اور گناہوں کی شرمندگی

میرے عصیاں کو بس آس ہے تو تری

تیری شفقت کا تجھ سے طلبگار ہوں ٭ ہر عنایت کا تجھ سے طلبگار ہوں
تیری رحمت کا تجھ سے طلبگار ہوں ٭ تیری نعمت کا تجھ سے طلبگار ہوں
تیری ادنیٰ سی نعمت مری زندگی
میرے عصیاں کو بس آس ہے تو تری

قادر و مقتدر، ربِ ذی الاختیار ٭ تو، تو ہر شئے پہ قادر ہے اے کردگار
رحمتوں کا تری کچھ نہیں ہے شمار ٭ دستگیری کر اے میرے پروردگار
تو، تو واقف ہے کمزور ہے آدمی
میرے عصیاں کو بس آس ہے تو تری

تو ہی ربُ العلیٰ تو ہی ربُ العظیم ٭ تو سمیع و بصیر و خبیر و علیم
تیرا بندہ گنہگار اور تو کریم ٭ بخش دے مجھکو میرے غفورُ الرّحیم
میرے عصیاں سے ہے تیری رحمت بڑی
میرے عصیاں کو بس آس ہے تو تری

میں ہمیشہ رہا رہینِ فسق و فجور ٭ لذتِ معصیت میں اطاعت سے دور
اب ہوا اپنی گمراہیوں کا شعور ٭ تجھ سے شرمندہ ہوں میرے ربُ الغفور
تو جو چاہے تو ممکن ہے بخشش مری
میرے عصیاں کو بس آس ہے تو تری۔

اے خدا، اے خدا، اے خدا، اے خدا
تو ہے سب سے بڑا، تو ہے سب سے بڑا۔

میں پھر ایک بار جناب ڈاکٹر سید اقتدا حسین رضوی صاحب کی نظم "تلاش" و "مناجات" اور تمام عنایات کا مشکور و ممنون ہوں۔ اور آپکے ساتھ ہی احباب

و اولاد کا جو اس کارِ خیر میں معاون و مددگار ثابت ہوئے۔ خصوصاً جناب سیّد برکت حسین رضوی صاحب جو ایک مایہ ناز دانشور، شہر علم و بابُ العلم کے علمِ لدُنّی سے مالا مال بہترین فقیہہ علم، ولایتِ معصومین علیہم السّلام کے پرستار اور ان کے دشمنوں کیلئے حیدری للکار ہیں کا بیحد ممنون و مشکور ہوں۔

فرزندانِ سعید، سید حسن صبیح امام، عنبر حیدر، سید عباس عابد، خصوصاً محمد کیف الامام کاشف دامِ درمے معاون، محمد روح الامام، محمد عین الامام، محمد حُبّ الامام اور نیک دختران جنھوں نے زبانی اور عملی طور سے حوصلہ افزائی کی ان لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انھیں نیک توفیقات عطا فرمائے اور جزائے خیر کے ساتھ دنیا و آخرت میں سُرخرو فرمائے۔

احقر العباد عفی عنہ

احمد علی اسیر

ملیر۔ کراچی۔

نرالا تبصرہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

جناب سیّد احمد علی اسیر صاحب کا

کلام گذشتہ نو سال سے سُنتا چلا آرہا ہوں۔ ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ کہتے ہیں۔ "کم پڑھتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں اعلیٰ کلام ہوتا ہے۔" حقیقتاً شاعری ایک الہامی ذریعۂ اظہار ہے۔ اور اگر شاعر مومن اہلِ بیت ہو تو اُسے روح القدس کی تائید ضرور حاصل ہوتی ہے کیوں نہ ہو جبکہ خداوندِ عالم خود اپنے قرآن میں مدحِ اہلِ بیت کرتا ہے۔

اسیر صاحب کے کلام میں بلا مبالغہ برجستگی ہے وارفتگی ہے تازگی ہے، شستگی ہے، زندگی ہے، روح بندگی ہے، ایمان کی پختگی ہے، معرفت کی تابندگی ہے، دین سے وابستگی ہے، افکار کی پائیدگی ہے، بلند نظری و عمدگی ہے، الفاظ کی نغمگی ہے، حقانیت کی سنجیدگی ہے، مقصدِ خیر کی شگفتگی ہے اور سب سے نمایاں میری دانست میں جو مجھے محسوس ہو رہا ہے شاید اللہ و رسولؐ کی پسندیدگی بھی ہے، جو بڑی بات ہے۔ "اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔"

ایک محفل میں شاعری کے عنوان پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اتفاقاً وہاں ہم بھی موجود تھے۔ ایک صاحب نے دعویٰ کیا کہ رسالتمآبؐ کو

شاعری نہیں آتی تھی۔ اور دلیل میں سورۂ یٰسین کی یہ آیت پڑھی۔
"وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ" (اور ہم نے پیغمبرؐ کو شاعری کی تعلیم نہیں دی اور نہ شاعری اُن کے شایانِ شان ہے، البتہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ نصیحت اور قرآن مبین ہے۔) حاضرین نے غور کیا تو آیت کو اپنی گفتگو کے عُنوان کے مطابق پایا، اور ترجمہ بھی ٹھیک تھا۔ تو سب مُدّعی کے دعوے سے مُتّفق ہو گئے۔ ہم سے خاموش نہ رہا گیا۔ ہم نے مُدّعی سے پوچھا "کیا اِس کا مطلب یہ نکالا جائے کہ اگر حضورؐ شاعری کرنا چاہتے تو بھی آپ شاعری نہ کر سکتے تھے؟" انھوں نے جواب دیا کہ "جب اللہ نے حضورؐ کو شاعری کرنا سکھایا ہی نہیں تھا تو وہ شاعری کس طرح کر لیتے۔" ہم نے جواب دیا، "آپ کے دعوے سے یہ نقص پیدا ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضورؐ شاعری کے شعبے میں اپنے ہم عصر شعراء سے کمتر ثابت ہوئے۔ جبکہ ساری دنیا اس واقعہ کی شاہد ہے کہ حضورؐ نے عربوں کے سالانہ شاعرانہ میلے میں سورۂ کوثر کی تین آیتیں (اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ) پیش کیں تو تمام شعراء نے اُسے بہترین کلام قرار دیا۔ اور چوتھا مصرعہ یوں لگایا "لَيْسَ هٰذَا كَلَامُ الْبَشَرِ"۔ (یعنی یہ انسانی کلام ہے ہی نہیں)
ہمارے اس بیان کو سُنکر مُدّعی صاحب بولے، یہ سورۂ کوثر کی تین مصرعوں والی شاعری رسالتمآبؐ کی تو تھی ہی نہیں، بلکہ یہ تو اللہ کا کلام تھا جو حضورؐ نے پیش کیا۔ ہم نے فوراً کہا، یہی بات تو ہم آپ سے کہلوانا

چاہتے تھے۔ اب سنیئے... بات دراصل یہ ہے کہ رسالتمآبؐ کا نفاذِ اسلام جو منجانب اللہ تھا، عربوں کو پسند نہیں آیا۔ اور اُسے انھوں نے اپنے دین میں مداخلت قرار دیکر رسالتمآبؐ کو مجنون (دیوانہ) بہکا ہوا اور شاعر مشہور کردیا۔ اُس کے جواب میں اللہ نے دو الزاموں کو ان آیات سے مسترد کردیا۔ "مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۵۳/۲ (تمہارا ساتھی پیغمبرؐ نہ تو گمراہ ہے اور نہ بہکا ہوا ہے)۔ "مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ" ۶۸/۲ (آپ اے پیغمبرؐ اپنے ربّ کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں۔)

رہا سوال شاعر ہونے کا؟ تو بے شک اس کا کلام مثلاً "وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا" تمہیں ضرور شاعری لگتا ہے اور اس نے تمہارے شاعرانہ میلے میں سورۂ کوثر کی تین آیتوں کے ساتھ شرکت بھی کی تھی جسکو تم تین مصرعے سمجھ بیٹھے۔ چنانچہ یاد رکھو کہ ہمارا رسولؐ تمہاری طرح بے مقصد شاعری نہیں کرتا اور نہ وہ اس کے شایانِ شان ہے۔ بلکہ وہ جو کچھ کہتا ہے وہ نصیحت اور قرآنِ مبین ہے خواہ تمکو وہ شاعری ہی لگتی ہو یا تم اُسے شاعری سمجھو۔

عربوں کی بے مقصد شاعری کا نمونہ جس میں بڑا پن، شیخی، غرور، تکبر کی جھلک نظر آتی ہے، اسکو جناب اولاد صاحب فوق بلگرامی نے اپنی کتاب "ذبحِ عظیم" میں یوں پیش کیا ہے...

"ایک دن معاویہ کی صحبت میں شعر و سخن کا دربار سجا۔ اسوقت معاویہ کے پاس عمر بن العاص اور یزید بھی موجود تھے۔ معاویہ کو اپنی

شعر گوئی پر ناز تھا۔ عمرؓ بن العاص کو بھی گھمنڈ اور یزید کو بھی اپنی جوانیٔ طبع کا غرور تھا۔ غرض کہ آپس میں طبع آزمائی کی فرمائش ہوئی۔ معاویہ نے کہا کہ علیؑ کی مدح میں فی البدیہہ اشعار کہے جائیں' دیکھیں سب سے اچھا کسکا شعر ہوتا ہے؟ سب سے پہلے معاویہ نے اپنا شعر پڑھا ؎

"خیر البریۃ بعد احمد حیدرٌ ؎ فالناس ارض والوصی سماءٗ"

ترجمہ:۔ بعدِ رسالتمآبؐ جنابِ حیدرؑ بہترین خلق ہیں کُل انسان زمین اور وصیٔ رسولؐ آسمان ہیں

معاویہ کے بعد یزید نے اپنا یہ فی البدیہہ شعر پڑھا ؎

"یلقہٗ شہدت لہا ضمائرھا ؎ والحسن ما شہدت بہٖ الضرآءٗ"

ترجمہ:۔ اس (علیؑ) کے مناقب کے کمال کی مثال اس ملیح حسن والی کی سی ہے جسکی شہادت سوتنیں دیں اور اصل حسن وہی ہے جسکی تصدیق سوتنیں کریں

اس کے بعد عمرؓ بن العاص نے اپنا یہ فی البدیہہ شعر پڑھا ؎

"واللّٰہ مناقبہٗ شہد لعدوٗ بفضلہٖ ؎ والفضل ما شہدت بہٖ الاعدآءٗ"

ترجمہ:۔ اس (علیؑ) کے مناقب کی یہ حالت ہے کہ دشمن تک اس کے فضائل کی شہادت دیتے ہیں اور اصل فضیلت وہی ہے جسکی دشمن بھی شہادت دیں۔"

اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام کے یہ مناقب کمال درجے کے ہیں مگر اشعار کہنے والے ان (علیؑ) کے بدترین دشمن ہیں اور انکے قول و فعل میں حد درجہ تضاد ہے اس لئے وقت گذاری کی یہ بے مقصد شاعری ہے AIM LESS. ہے۔

جبکہ جنابِ رسالتمآبؐ کا ہر بیان ان کے Mission تحریک کی تکمیل کا حصہ ہے اس لئے کہا گیا کہ تم اپنی شاعری کے جس ترازو میں رسولؐ کو تول رہے

ہو۔ نہ تو وہ شاعری اُن کے شایانِ شان ہے اور نہ ترازو۔ اور ہم نے انکو یہ نہیں سکھایا کہ تمہاری طرح بے مقصد شاعری میں وقت گذارے۔ اگر رسالتمآبؐ کی شاعری اور شاعرانہ لیاقت دیکھنا تمکو مقصود ہو تو ان کے شاگردوں یعنی علی اور حسنین علیہما السلام کی شاعری پر نظر ڈالو۔ دونوں حضرات کے دیوان موجود ہیں جسکے ہر شعر کائنات کے اسرار کھولنے والی پیشین گوئی ہے۔

سوچو، رسالتمآبؐ کائنات میں کسی سے کسی بات میں کم نہیں ہیں کیونکہ جناب مصطفٰے (برگزیدہ) اور مجتبےٰؐ (چنے ہوئے) اور علم لدنّی کے پڑھے پڑھائے ہوئے اللہ کے رسولؐ ہیں۔ حضورؐ کی شخصیت کو تمام کائنات کیلئے بہترین نمونۂ عمل قرآن نے قرار دیا ہے۔ "وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (اور تمہارے لئے رسالتمآبؐ کی شخصیت بہترین نمونۂ عمل ہے۔)

گویا سائنسدان اپنے سائنس کے شعبے میں، جغرافیہ داں اپنے جغرافیائی علم میں، شاعر اپنی شاعری میں، ادیب اپنے شعبۂ ادب میں، اور اسی طرح سے ہر طالبِ راہ اپنے اپنے شعبے میں رسالتمآبؐ سے تلمذ حاصل کر سکتا ہے یہی نہیں انھیں تمام فرشتوں، انسانوں اور جنوں پر فضیلت حاصل ہے۔

احمد علی اسیر صاحب نے عربی زبان کا کورس کیا ہوا ہے، اور اپنے کلام میں عربی و فارسی الفاظ کو خوب استعمال کیا ہے چنانچہ وہ مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ اسیر صاحب کا کلام ہمہ جہت ہے۔ نعت، حمد، مسدّس، قصیدے، منقبت، سلام، نوحے، نظم، غزلیات اور قطعات وغیرہ سب ہیں۔ اور دلکش آواز کے ساتھ ترنم بھی ہے ایک بار سنکر دوبارا سننے کی خواہش ہوتی ہے۔ انکی نعتیہ نظم کفر وایمان، شمع ہدایت، نوحؑ علی نوحؑ

اور حمدِ عمیم اچھی کاوش ہے۔ نظم علم وجہل لاجواب ہے، حمد و نعت کا نیا انداز نظر آیا۔ چند قطعات تو بہت ہی عمدہ ہیں۔ یہ میری اپنی پسند ہے۔ ویسے قارئین خود ان کا کلام ملاحظہ فرمائیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

خیر اندیش
سید برکت حسین رضوی
M.A. (SOCIOLOGY),
M.A. (INT RELATIONS),
M.A. (ISL CULTURE),
D.P.H. (BEIRUT) L.L.B.

۷۸۶

یہ ہے قدرت، کُن فکاں کا جب اشارا ہو گیا
کچھ نہ تھا اور پل میں سب کچھ آشکارا ہو گیا

○

دیدۂ بینا کو دیتے رہتے ہیں تیری خبر
بادو باراں پھول پتے بحرو بر شمس و قمر

اسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں اور تو جل جلالہ

میرے لئے یہ فخر کہ بندہ ہوں میں تیرا
تیرے لئے یہ زیب کہ تو میرا خدا ہے

اسیرؔ

پڑھ کے بسم اللہ کرتا ہوں تری حمدِ عمیم
قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدْ وَاللہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

لَمْ یَلِدْ ہے ذات تیری ہے وَلَمْ یُوْلَدْ بھی تو
لَمْ یَکُنْ کُفُوًا اَحَدْ اے ربِّ جَلِّ شَانُہٗ

تو ہی اللہُ الصَّمَدْ ہے یا بَعِیْدُ یا قَرِیْب
تو ہی رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہے یا مُجِیْبُ یا حَبِیْب

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یا ھُوَ یا مَنْ ھُوَ
مَا ھُوَ لَا یَعْلَمُ اِلَّا ھُوَ یا مَنْ ھُوَ

یا کَبِیْرُ یا قَدِیْرُ یا بَصِیْرُ یا نَصِیْرُ
یا مُنِیْرُ یا خَبِیْرُ یا مُجِیْرُ یا مُبِیْرُ

یَا سَمِیۡعُ یَا عَلِیۡمُ یَا رَحِیۡمُ یَا کَرِیۡمُ
یَا عَظِیۡمُ یَا قَدِیۡمُ یَا حَلِیۡمُ یَا حَکِیۡمُ

یَا جَلِیۡلُ یَا جَمِیۡلُ یَا وَکِیۡلُ یَا کَفِیۡلُ
یَا مُنِیۡلُ یَا نَبِیۡلُ یَا دَلِیۡلُ یَا مُقِیۡلُ

تُو مرا مالک، مرا خالِق، مرا ربِّ جَلیل
مَیں ترا مُحتاج بندہ، مَیں ترا عبدِ ذلیل

تُو ہے آقاؤں کا آقا تُو اماموں کا امام
مَیں ترے محبوب بندوں کے غلاموں کا غلام

تُو سہاروں کا سہارا، ناخدا کا ناخدا
ہم تو ہم ہیں، انبیاءؑ بھی ہیں ترے در کے گدا

تُو مرا معبودِ برحق، بیکراں ہے تیری ذات
مَیں ترا بندہ مگر محدود میری کائنات

کچھ سرشتی کچھ یقینی ، کچھ روی ، کچھ آگہی
آدمی کے پاس ہے ذوقِ بصیرت کی کمی

مجھکو دے توفیق کہ عرفان کا دیکر سراغ
آدمی کے دل میں روشن کردوں ایماں کا چراغ

مجھکو دے توفیق گھر گھر لیکے جاؤں روشنی
یا خدا بن جائے مسجودِ ملائک آدمی

ہر کس و ناکس پہ تیری رحمتوں کا ہو نزول
لوگوں کی راہوں کے کانٹے خود بخود بنجائیں پھول

خار کی آغوشِ شفقت میں جواں ہو کر کلی
آدمی کو دیتی ہے درسِ اصولِ زندگی

دین و دنیا کی ہمیں بھی نعمتیں کر دے عطا
یا الٰہی رحمتٌ للعٰلمیں کا واسطا

لب پہ تیرا نام دل میں غازیوں سا ولولہ
خدمتِ خلقِ خدا ہو رات دن کا مشغلہ

علم ہے مجھ سے زیادہ میری عصیاں کا تجھے
بخش دے اے داورِ محشر مجھے تو بخش دے

لم یزل ہے تیری ہستی لم یزل ہے تیری ذات
میں اسیرِ خوفِ مرگ و لذتِ کیفِ حیات

شانِ کرم

شانِ کرم اسیر کو دکھلا دے کم سے کم
قطرہ وہ مانگتا ہے تو دریا دے کم سے کم

ہر سنگِ آستاں پہ جُھکاؤں جبیں کہاں
یارب جبینِ عجز کو کعبہ دے کم سے کم

پہنچا ہے جو زمین سے عرشِ عظیم تک
سجدے کو اُسکا نقشِ کفِ پا دے کم سے کم

دونوں جہاں کے رب مری چھوٹی سی ہے طلب
عقبیٰ بھی جو سنوارے وہ دنیا دے کم سے کم

دل کو متاعِ عظمتِ سجدہ کی ہے طلب
پہلے مگر معارفِ سجدہ دے کم سے کم

سعیِ طلب میں لذّتِ کیفِ حیات ہے
اور کچھ نہ دے تو اپنی تمنّا دے کم سے کم

ذات و صفات عکسِ جمال وجود ہیں
مجھ کم نظر کو ذوقِ تماشا دے کم سے کم

یہ زندگی کی جلتی ہوئی دھوپ الاماں
رحمت کی چھاؤں صبر کا سایہ دے کم سے کم

وہ ضامنِ حیات ہے، یہ ضامنِ نجات
جنّت نہ دے، تو خاکِ مدینہ دے کم سے کم

تو رب ہے اور میں ہوں ترا بندۂ ضعیف
دنیا و آخرت میں سہارا دے کم سے کم

گرمیِ حشر پھونک نہ ڈالے کہیں مجھے
اللہ سر پہ سایۂ طوبیٰ دے کم سے کم

اے رحمتِ تمام لحد میں اسیر کی
انوارِ پنجتنؑ کا اجالا دے کم سے کم

میرا خداؐ

اک عمر میں اب جا کے یہ احساس ہوا ہے
میں بندۂ ناچیز ہوں تو میرا خداؐ ہے

انسان کا ایمان فرشتوں سے سوا ہے
اس نے تجھے بن دیکھے خدا مان لیا ہے

اے خالقِ کونین ترا نام بڑا ہے
ہر ذرّہ میں تخلیق کا انداز نیا ہے

ہر جوہرِ ناچیز میں جو حشر بپا ہے
اک چشمۂ تخلیق ہے جو پھوٹ رہا ہے

خود سے نہ مکاں ہے نہ زماں ہے نہ فضا ہے
اک سلسلۂ کُن ہے جو سب کچھ یہ بنا ہے

بس اُسکے مقدّر میں ہی عرفانِ خدا ہے
جس نے کہ اسیرؔ آپ کو پہچان لیا ہے

مَیں کیا ہوں؟ فقط کبر ہوں عصیاں ہوں خطا ہوں
تو عفو ہے بخشش ہے، ترحُّم ہے عطا ہے

انسان تو انسان پیمبر نہیں واقف
کیا تیری مشیّت میں ہے کیا تیری رضا ہے

یہ تیری ہدایت ہے کہ نعمت ہے کہ رحمت
تو نے جو خطاکاروں کو قرآن دیا ہے

انسان ہی احسان فراموش ہے ورنہ
دینے کو اُسے تو نے تو سب کچھ ہی دیا ہے

اِس کثرتِ جلوہ میں بھٹک جائے نہ انساں
ہر ذرّہ ترے نور کا آئینہ بنا ہے

تقدیر فقط گرمئِ نیرنگِ مشیّت
تدبیر فقط سلسلۂ بیم و رجا ہے

محرومئِ الطاف کا ہے نام جہنّم
فردوس ہے کیا چیز فقط تیری رضا ہے

عقیدہ

ہزار علم ہو ارض و سما کے بارے میں
سمجھ سکو گے نہ ربّ العلیٰ کے بارے میں

حیات و موت، ارادوں کے ٹوٹ جانے سے
دلیل ملتی ہے پیہم خدا کے بارے میں

رسولِ عصر کے صدقے میں سب کی سنتا ہے
مرا عقیدہ یہی ہے خدا کے بارے میں

○

میں بھی شہِ لولاک کے کوچے کا گدا ہوں
ہم مشربِ جبرئیلِ امیں آج بنا ہوں

پہلے محبوبؑ

جب کبھی عرش سے احمدؐ کو پیام آتا ہے
پہلے محبوبؑ کی خدمت میں سلام آتا ہے

بس وہیں حسن کو اندازِ خرام آتا ہے
قابَ قوسین کے پہلے جو مقام آتا ہے

وقتِ آخر جو زباں پر ترا نام آتا ہے
موت کہتی ہے کہ جینے کا پیام آتا ہے

عظمتِ محنتِ مزدور بتانے والے
اب تو مزدور کو شاہوں کا سلام آتا ہے

آج بھی وادیٔ طائف ہے امانت بردوش
آج بھی خونِ محمدؐ مرے کام آتا ہے

تیری انگشتِ شہادت کا اِشارہ پا کر
دل کے ٹکڑوں کو لئے ماہِ تمام آتا ہے

ایک مستی سی برستی ہے جو یاد آتی ہے
پھول جھڑتے ہیں جو لب پہ ترا نام آتا ہے

یہ بھی کیا عزّتِ کونین سے کچھ کم ہے اسیر
لوگ کہتے ہیں محمدؐ کا غلام آتا ہے

صَلِّ عَلیٰ

عَرش تا فرشِ فرشتوں کی صدا آج بھی ہے
یا محمدؐ ترا مدّاح خدا آج بھی ہے

تیری گلیوں میں غمِ دل کی دوا آج بھی ہے
خاکِ پا میرے لئے خاکِ شفا آج بھی ہے

حق کو منظور محمدؐ کی ثنا آج بھی ہے
ہر طرف صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ آج بھی ہے

ریگِ صحرا پہ چمکتا ہوا ہر نقشِ قدم
ساری دنیا کیلئے راہنما آج بھی ہے

ابتدا تیری مُحبّت کی خُدا ہی جانے
اِنتہا یہ کہ تو محبوبِ خُدا آج بھی ہے

اے محمدؐ تری اِعجاز بیانی کی قسم
تیرا فرمان، تو فرمانِ خُدا آج بھی ہے

چاند سورج ہی نہیں اُنکے اشاروں میں اسیر
اُن کے قبضے میں تو کُل ارض و سما آج بھی ہے

نورِ محمدیؐ

وجودِ نورِ محمدیؐ تھا وجودِ کون و مکاں سے پہلے
عیاں سے پہلے نہاں سے پہلے مکاں سے پہلے زماں سے پہلے

تصوّرِ بندگی مِلا ہے تمیزِ سود و زیاں سے پہلے
نظر سے پہلے خبر سے پہلے یقیں سے پہلے گماں سے پہلے

لبوں پہ کِسکا یہ نام آیا مِٹھاس کانوں میں گھُل گئی ہے
مری سماعت نے بڑھ کے چوما مِرے لبوں کو زباں سے پہلے

ہم اپنے ذوقِ طلب کے صدقے ہم اعتبارِ نظر کے قرباں
ہمیں کئی آستاں مِلے تھے حضورؐ کے آستاں سے پہلے

ہیں ریگ زارِ عرب کے قرباں، امانتِ نقشِ پا کے صدقے
نیاز مندی یہ سوچتی ہے کروں میں سجدہ کہاں سے پہلے

ہمیں تو ذاتِ محمدیؐ سے سراغِ ذاتِ خدا مِلا ہے
کہ دیکھ لیتے ہیں اہلِ منزل غبار کو کارواں سے پہلے

اسیرِ طیبہ کا سبز گنبد سوادِ کعبہ سے کم نہیں ہے
خیال نے بڑھ کے در کو چوما نگاہ کے کارواں سے پہلے

O

صاحبِ معراج

لاؤ تو ایک ایسا کوئی مصطفےٰ کے بعد
جسکو خدا بلائے سلام و ثنا کے بعد

بن جاؤں خاکِ راہِ مدینہ فنا کے بعد
اب اور کیا دعا کروں ایسی دعا کے بعد

تخلیقِ شاہکار کی یکتائیاں نہ پوچھ
پھر مصطفےٰ بنا نہ کوئی مصطفےٰ کے بعد

دامانِ اہلِ بیت سفینہ ہے نوحؑ کا
بے شک یہ عافیت ہے کلامِ خدا کے بعد

خالق نے کی ثنا تو فقط اہلِ بیت کی
اب وہ ثنا کریگا نہ ان کی ثنا کے بعد

یہ بھی ہیں لاجواب، تو وہ بھی ہیں لاجواب
حیدر نبیؐ کے بعد، محمدؐ خدا کے بعد

یہ بھی تو معجزہ ہے محمدؐ کے خون کا
خاکِ شفا کوئی نہیں خاکِ شفا کے بعد

قطعہ بند

اے ہم نشیں حقیقتِ معراج کیا کہوں
دکھلا گئی رسولؐ کی منزل خدا کے بعد
بس ختم ہو گئی تھی وہیں عبدیت کی حد
معبودیت تھی، حدِ رسولِؐ خدا کے بعد

اب معصیت کو رحمتِ کُل کی تلاش ہے
اب صورتِ نجات یہی ہے خطا کے بعد
دستِ دعا سے قبل ملیں نعمتیں اسیر
اب کیا عطا ہو دیکھئے دستِ دعا کے بعد

تصورِ نبیؐ

تنہائی میں تصوّر کرتا ہوں جب نبیؐ کا
ملتا ہے اِک خزانہ ایمان و آگہی کا

خود ایک معجزہ ہے حسنِ عمل نبیؐ کا
پھیلا تو بن گیا ہے دستور زندگی کا

تیرا وجود ایسا مخزن ہے روشنی کا
دل بیٹھا جا رہا ہے گھبرا کے تیرگی کا

آدم سے لیکے اِس دم رونا تو ہے اسی کا
کمبخت آدمی ہی دشمن ہے آدمی کا

اے سورۂ مزمّلؑ وہ کیسی بندگی تھی
احساس ہے خدا کو تکلیفِ بندگی کا

اندازہ کیجے کیا ہے حبِّ نبیؐ کی قیمت
ہے احسنُ العبادت جب تذکرہ نبیؐ کا

اِک پل میں آسمانوں کی سیر کر کے آئے
پیمانہ دم بخود ہے رفتارِ روشنی کا

آؤ اسیرؔ آؤ باتیں کریں ہم اسکی
ہے جسکا تذکرہ بھی سرمایہ زندگی کا

کفر و ایماں

اِک ایسی بھی منزل پہ ہم آچکے ہیں
فریبِ شبِ زندگی کھا چکے ہیں
ہمارے ارادوں ہمارے عمل سے
یہ ابلیس زادے بھی شرما چکے ہیں۔
اِک ایسی بھی منزل پہ ہم آچکے ہیں

سفینہ ہی دھوکا ہے مشکل یہی ہے
کگارے کو سمجھا ہے ساحل یہی ہے
لٹیروں نے جنگل میں شمعیں جلادیں
مسافر یہ سمجھا کہ منزل یہی ہے
اک ایسی بھی منزل پہ ہم آچکے ہیں

توہم حقیقت کا آنچل بنی تھی
جہالت سیہ رنگ بادل بنی تھی
گناہوں کی لو پر پگھل کر جو آئی
تقدس کی آنکھوں میں کاجل بنی تھی
اِک ایسی بھی منزل پہ ہم آچکے ہیں

مُروّت اِدھر اُدھر مر رہی ہو رہی تھی
شہیدِ غم آدمی ہو رہی تھی
سرِ راہ انسانیّت کی چِتا پر
حیا مارے غم کے ستی ہو رہی تھی
اِک ایسی بھی منزل پہ ہم آچکے ہیں

ہر اِک سمت فتنہ ہر اِک سُو بغاوت
کمیں گاہ میں دام بر دوشِ فطرت
لہو چاٹتے تھے مُہذّب درندے
سِسکتی تھی یاں خون میں آدمیّت
اِک ایسی بھی منزل پہ ہم آچکے ہیں

یہ دُنیا تھی اے دوست اک شر کی دُنیا
معاصی کا گھر جام و ساغر کی دُنیا
گناہوں کی تانوں پہ رقصِ تقدّس
بناتا تھا محراب و ممبر کی دُنیا
اِک ایسی بھی منزل پہ ہم آچکے ہیں

اسی سخت منزل میں تھا جبکہ عالم
اٹھا لیتے انگڑائیاں ایک ہمدم
تجسس میں کامل تفکر میں پختہ
عمل میں مسلسل ارادے میں محکم
اک ایسا بھی انسان پیدا ہوا ہے

اگر بندگی کا خمار آ گیا ہے
قضا و قدر پہ نکھار آ گیا ہے
یہ انمول انساں بنا کر خدا کو
خود اپنی ہی قدرت پہ پیار آ گیا ہے
اک ایسا بھی انسان پیدا ہوا ہے

بھلا کون سمجھے مقام محمدؐ
کہ جبریلؑ ادنیٰ غلام محمدؐ
یہی کلمۂ کفر ہے میرا ایماں
کلام خدا ہے کلام محمدؐ
اک ایسا بھی انسان پیدا ہوا ہے

وہ میدان و محراب و ممبر کا غازی
بتاتا رہا طرزِ بندہ نوازی
ستاروں میں جیسے قمر آگیا ہو
محمدؐ کو گھیرے ہوئے ہیں نمازی
اک ایسا بھی انسان پیدا ہوا ہے

لبِ قرآں

ایماں تمہیں ہو حاصلِ ایماں تمہیں تو ہو
قرآن کی قسم، لبِ قرآں تمہیں تو ہو

ہر نغمۂ حیات کا عنواں تمہیں تو ہو
عرفاں کی وادیوں میں حُدی خواں تمہیں تو ہو

نشانِ کمالِ قدرتِ یزداں تمہیں تو ہو
جو مظہرِ خدا ہے وہ انساں تمہیں تو ہو

تم جنتِ نگاہ ہو فردوسِ گوش ہو
میرے لئے حیات کا ساماں تمہیں تو ہو

مجھکو عطا ہوا ہے جو اک دردِ لازوال
اُس دردِ لازوال کا درماں تمہیں تو ہو

خود مجھکو دے کے ذوقِ پریشانیٔ حیات
میری حیاتِ غم پہ پریشاں تمہیں تو ہو

معراج کی قسم، شبِ معراج کی قسم
حسنِ بہارِ خلوتِ یزداں تمہیں تو ہو

دیکھا تھا جسکو دیدۂ سدرہ نے ایک شب
وہ اک حسین خوابِ پریشاں تمہیں تو ہو

ویرانیٔ عرب پہ جو آئی تھی اک بہار
اس موسمِ بہار کا ساماں تمہیں تو ہو

جلوے کہاں چھپیں گے نگاہِ اسیر سے
پردے میں مہر و مہ کے نمایاں تمہیں تو ہو

شمعِ ہدایت

آکاش کی آغوش میں سِمٹے ہوئے بادل
شام آئی ہے آنکھوں میں لگائے ہوئے کاجل
یہ دھوپ کے ماتھے پہ لرزتے ہوئے سائے
جیسے کسی دوشیزہ کا اُڑتا ہوا آنچل

یہ وقت کا خاموش اِشارا تو نہیں ہے
فطرت نے جوانی کو پُکارا تو نہیں ہے
اِحساس کی گرمی سے پِگھلتی ہوئی تو یہ
اِنسان کی لغزِش کا سہارا تو نہیں ہے

دِل لذّتِ عِصیاں سے مچل جائے تو کیا ہو
در پردہ گناہوں کی قسم کھائے تو کیا ہو
اُکساتی ہے دوشیزگیٔ شامِ تمنّا
ایسے میں فرشتہ بھی بھٹک جائے تو کیا ہو

تقدیر میں ہے گردشِ ایّامِ تمنّا
تدبیر بنا لیتی ہے خود دامِ تمنّا
انسان ہی ناعاقبت اندیش ہے ورنہ
آغاز کو معلوم ہے انجامِ تمنّا

اِخلاق نے اعمال کو ڈھالا تو نہیں تھا
انسان نے انساں کو سنبھالا تو نہیں تھا
جلتی نہ مدینے میں اگر شمعِ ہدایت
کونین کی قسمت میں اُجالا تو نہیں تھا

یہ شمع کبھی روشنیٔ طورِ نبی ہے
پیشانیٔ آدمؑ میں کبھی نورِ نبی ہے
پگھلے ہیں اِسی شمع سے پتھر کے خُداوند
اَسبابِ شکستِ سرِ مغرورِ نبی ہے

وَالشّمس کی تفسیر ہے سرکارِ مدینہ
اَللہ کا دَربار ہے دربارِ مدینہ
یوسفؑ کی طرح بکتے ہیں یاں چاند ستارے
گھٹتی ہی نہیں گرمیٔ بازارِ مدینہ

تخلیقِ دوؔ عالم کے بھی مقصود ہیں احمدؐ
سچ تو ہے ملائک کے بھی مسجود ہیں احمدؐ
خود کرتے رہے بندگی و عجز کے سجدے
انساں کو نہ دھوکا ہو کہ معبود ہیں احمدؐ

گُم کردۂ ایمان ہے ناواقفِ دیں ہے
یہ آدمی خود اپنی تباہی کے قریں ہے
یہ عقل کی پرواز پہ کرتا ہے بھروسہ
جب عقل کو خود اپنا بھروسہ ہی نہیں ہے

ناکامیوں کو زیست کا حاصل نہ بنا لے
انساں کہیں گرداب کو ساحل نہ بنا لے
جس موڑ پہ تھک جائے یہ بھٹکا ہوا راہی
گھبرا کے اُسی موڑ کو منزل نہ بنا لے

گرتے ہوئے اخلاق و مُحبّت کی یہ حد ہے
اس دَور میں انسان کو انسان سے کد ہے
ڈوبے نہ کہیں کشتیٔ تہذیب و تمدّن
اے سیّدِ مکّیِ مدنی وقتِ مدد ہے

صاحبِ شقُّ القمر

شقُّ القمر کی بات، قیامِ حرا کی بات
بن جاتی ہے اسیرؔ سمٹ کر خدا کی بات

بندے کا ذِکر ایسا ہے جیسے خدا کا ذِکر
بندے کی بات ایسی ہے جیسے خدا کی بات

معراج کیا ہے، حاصلِ تقدیرِ کائنات
تقدیرِ کائنات فقط مصطفےٰ کی بات

اللہ کے حبیبؐ کو ذِکرِ خدا پسند
اللہ کو پسند حبیبؐ خدا کی بات

قرآن کیا ہے ضابطۂ زندگی کا نام
ایمان کیا ہے صرف یقین و رضا کی بات

جو خاکِ پا علاجِ غمِ کائنات ہو
اُس خاکِ پا کے آگے کروں کیا دوا کی بات

جن کج رؤوں کو لذّتِ منزل نہ تھی نصیب
منزل کے پاس بھول گئے رہنما کی بات

اُن کا مقام ارض و سما سے بھی ہے بلند
جنکے طفیل میں ہے یہ ارض و سما کی بات

یہ انقلابِ فکر و نظر دے گیا ہے کون
شاہوں سے آج بڑھ گئی شانِ گدا کی بات

فتحِ مباہلہ تھی، کہ اعجازِ پنجتنؑ
تھی کارگر دعاؤں سے پہلے دعا کی بات

بولو ہر ایک سانس پہ صلِّ علیٰ اسیرؔ
اللہ کو پسند ہے صلِّ علیٰ کی بات

شاہِ کائنات

یہ کسکا نام لیا ہے زباں نے پیار کے ساتھ
لبوں پہ آگیا امرت بھی رس کی دھار کے ساتھ

چلا ہے عرش پہ یہ کون اس وقار کے ساتھ
کہ دست بستہ ہیں جبرئیل انکسار کے ساتھ

لیا ہے نام محمدؐ اس اعتبار کے ساتھ
کہ رحمتیں بھی رہیں گی گناہگار کے ساتھ

خدا کے ساتھ محمدؐ کا نام آتا ہے
پکارتے ہیں مصوّر کو شاہکار کے ساتھ

قدم قدم پہ درود و سلام آتے ہیں
خوش آمدید کہا جا رہا ہے پیار کے ساتھ

قسم خدا کی عبادت منافقت ہو گی
اگر درود نہ بھیجیں نبیؐ پہ پیار کے ساتھ

یہ خاکسار بھی ہیں، شاہِ کائنات بھی ہیں
یہ انکسار کی حد ہے اس اختیار کے ساتھ

نہ پوچھ شوق کی معراج میں سبک گامی
کہ پیچھے رہ گئے جبرئیلؑ بھی غبار کے ساتھ

غبارِ راہِ مدینہ نہ ہو سکے ورنہ
نبیؐ کی راہ میں بچھ جاتے افتخار کے ساتھ

نبیؐ ہیں رحمتِ عالم خدا ہے رحمتِ کل
گناہ ہم نے کیئے ہیں اس اعتبار کے ساتھ

نبیؐ کا نام نہ لے بے اصول شخص کے ساتھ
خدا کا ذکر نہ کر مسجدِ ضرار کے ساتھ

اسیر ذکرِ محمدؐ کا کیا شمار کریں،
خدا کا نام نہیں ہے کہ لیں شمار کے ساتھ

حُبِّ نبیؐ

وہ کائنات کا باعث بھی ہیں خدا بھی نہیں
خدا سے گو کہ جدا ہیں مگر جدا بھی نہیں

یہ راہِ حُبِّ نبیؐ ہے خدا کو جاتی ہے
بھٹک گئے تو کوئی اور راستا بھی نہیں

متاعِ دہر ہے کیا شے متاعِ دہر کی سمت
گدائے کوئے محمدؐ تو دیکھتا بھی نہیں

وہ تم کہ وُسعتِ کونین کھو گئی جس میں
وہ ہم کہ وُسعتِ کونین کا پتا بھی نہیں

اگر حضورؐ نہ ہوتے تو خالقِ کونین
مجھے یقیں ہے کوئی تجھکو جانتا بھی نہیں

تمام سلسلۂ انبیاءؑ کو دیکھ لیا
سوا تمہارے کوئی دوسرا اچھا بھی نہیں

فقط حضورؐ کی خاطر رُکا شبِ معراج
کسی کے واسطے یہ وقت تو رُکا بھی نہیں

ہم اُن کو چشمِ تصوّر سے دیکھتے تو مگر
نظر کو تاب نہیں دِل کو حوصلہ بھی نہیں

خدا بغیر کسی کو نہ مِل سکے احمدؐ
بغیر اِن کے کسی کو خُدا مِلا بھی نہیں

سِوائے خاکِ درِ مصطفیٰ اسیرؔ کہیں
کوئی جراحتِ تہذیب کی دوا بھی نہیں

مصطفےٰ

نورِ اوّل رازِ خلقت مصطفےٰ
عقل و ایماں علم و حکمت مصطفےٰ

آدمیت تیری عظمت مصطفےٰ
بندگی تیری حقیقت مصطفےٰ

اعتبارِ دل ہی تو ایمان ہے
اور ایماں کی علامت مصطفےٰ

کسقدر پیارا ہے اپنا اعتقاد
ہیں شفاعت ہی شفاعت مصطفےٰ

شاہراہِ زندگی کے موڑ پر
بن گئے نورِ ہدایت مصطفےٰ

خالقِ کون و مکاں اللہ ہے
باعثِ تخلیقِ خلقت مصطفےٰ

یوں حفاظت کر رہا ہے خود خدا
جیسے کہ ہوں اک امانت مصطفےٰ

ترجمانِ وحیِ قدرت کی قسم
دین و دنیا کی صداقت مصطفےٰ

کیسے جھٹلائیگا انساں اے خدا
یاں بھی نعمت واں بھی نعمت مصطفےٰ

آدمی اُسکی مشیت کے نثار
بن گئی ہے جسکی رحمت مصطفےٰ

مختصر رحمت ہی رحمت ہے خدا
اور محبت ہی محبت مصطفےٰ

نام لیتا ہوں تو لگتا ہے اسیر
حاصلِ ذکر و عبادت مصطفےٰ

عشقِ محمدؐ

وہ بھی خدا کی طرح مرے دل کے پاس ہے
تخلیقِ کائنات کا جو اقتباس ہے

روزِ الست میں نے سنا تھا تمہارا نام
اب تک سماعتوں میں اسی کی مٹھاس ہے

برحق ہے بندگی مگر اے حبِّ مصطفےٰ
تو راہِ مغفرت ہے تو دیں کی اساس ہے

آلودۂ گناہ ہے ہر چند آدمی
ڈھارس یہ ہے مگر درِ توبہ کے پاس ہے

میری جبیں پہ عشقِ محمدؐ کا نور ہے
میرے بدن پہ حبِّ علیؑ کا لباس ہے

دِل میں دھڑک رہی ہے مدینے کی آرزوُ
آنکھوں میں دیدِ گنبدِ خضرا کی پیاس ہے

بے حُبِّ اہلِ بیتؑ بھٹکتا ہے آدمی
ایماں کے راستوں سے ابھی ناشناس ہے

میرا اساسِ دین تو علم الیقین ہے
تیرا اساسِ دین گمان و قیاس ہے

سُنّت بھی ہے فقہ بھی ہے کردارِ اہلِ بیتؑ
اسلام کا نچوڑ ہے قرآں اساس ہے

پڑھتا ہوں جب درُود تو آتے ہیں جبرئیلؑ
اللہ کہتا ہے، یہ محمدؐ شناس ہے

ہر شخص کو نصیب یہ قربت نہیں اسیر
بس بندۂ علیؑ ہی محمدؐ کے پاس ہے

نبیؐ کا چہرہ

ایک شہکار ہے محبوبؐ خدا کا چہرہ
دستِ قدرت نے بنایا نہ پھر ایسا چہرہ

حُسنِ اخلاق سے تھا یوں ہی شگفتہ چہرہ
حُسنِ کردار نے کچھ اور نکھارا چہرہ

کہہ کے یہ پیار سے قدرت نے بلائیں لے لیں
اے فرشتو! مرے محبوبؐ کا دیکھا چہرہ

دی ہے اللہ نے خود حُسنِ محمدؐ کی زکوٰۃ
چاند سا حضرتِ یوسفؑ نے جو پایا چہرہ

میں بھی موجود تھا محفل میں بروزِ میثاق
سب سے روشن تھا وہاں میرے نبیؐ کا چہرہ

دیکھ کر روئے محمدؐ میں خدا کا جلوہ
برق نے شرم سے بادل میں چھپایا چہرہ

ہم نے کعبہ میں نئی رسم عبادت دیکھی
کتنے معبودوں کا بندے نے بگاڑا چہرہ

خوش نصیبی ذرا مولودِ حرم کی دیکھو
آنکھ کھلتے ہی جو دیکھا تو نبیؐ کا چہرہ

ہر نبی نور کا پرتو ہے مگر روزِ الست
دیکھا احمدؐ کو تو دھندلا گیا سب کا چہرہ

اپنا ایمان فرشتوں سے بھی افضل ہے اسیر
اُس پہ ایمان ہے جس کا نہیں دیکھا چہرہ۔

○

کیا کہوں عظمت تری اللہ اکبر مصطفےٰ
بن گیا تو اک ضرورت پیشِ داور مصطفےٰ

کائناتِ خشک و تر کا تو ہے محور مصطفےٰ
تیرا صدقہ ہیں یہ شمس و ماہ و اختر مصطفےٰ

آپ کا اندازِ استدلال سُنکر مصطفےٰ
کہہ اُٹھے سب علم کا تو ہیں سمندر مصطفےٰ

ہم تو کس گنتی میں ہیں خلاقِ عالم کی قسم
انبیاء و اولیاء کے بھی ہیں رہبر مصطفےٰ

مصطفےٰ آئینۂ ذات و صفاتِ کبریا
اور کمالِ آدمیت کا بھی پیکر مصطفےٰ

بوذر و سلمان کی ٹھوکر میں ہے سارا جہاں
ایسے ہوتے ہیں ترے در کے گداگر مصطفےٰؐ

معرفت کی موج پر چلتا ہے ایماں کا جہاز
بادباں قرآں، علیؑ پتوار، لنگر مصطفےٰؐ

رحمۃ للعالمیں کی بیکراں وسعت نہ پوچھ
مختصر یہ ہے کہ ہیں موجود گھر گھر مصطفےٰؐ

جیسے یکدم جگمگا اٹھے محبت کے کنول
تذکرہ کتنا ہے تیرا روح پرور مصطفےٰؐ

تم تو چودہ مصطفےٰؐ کے ذکر پر حیران ہو
کربلا میں آکے دیکھو ہیں بہتر مصطفےٰؐ

ہم اسیر آب و گل، تم ہو بنائے آب و گل
ہم ہیں کم تر، تم ہو ہر بہتر سے بہتر مصطفےٰؐ

بوذرؑ و سلمانؑ کی ٹھوکر میں ہے سارا جہاں
ایسے ہوتے ہیں ترے در کے گداگر مصطفےٰؐ

معرفت کی موج پر چلتا ہے ایماں کا جہاز
بادباں قرآں، علیؑ پتوار، لنگر مصطفےٰؐ

رحمۃ للعالمین کی بیکراں وسعت نہ پوچھ
مختصر یہ ہے کہ ہیں موجود گھر گھر مصطفےٰؐ

جیسے یکدم جگمگا اٹھّے محبّت کے کنول
تذکرہ کتنا ہے تیرا روح پرور مصطفےٰؐ

تم تو چودہ مصطفےٰؐ کے ذکر پر حیران ہو
کربلا میں آ کے دیکھو ہیں بہتّر مصطفےٰؐ

ہم اسیرِ آب و گِل، تم ہو بنائے آب و گِل
ہم ہیں کمتر، تم ہو ہر بہتر سے بہتر مصطفےٰؐ

نورٌ علیٰ نور

جو مخلوقِ اوّل کمالِ خدا ہے
جو اللہ کی معرفت کا دیا ہے
جو تخلیقِ ارض و سما کی بنا ہے
جو نورٌ علیٰ نور شمس الضحیٰ ہے
محمدؐ ہے وہ رحمتِ کبریا ہے
وہی میرا ہادی وہی رہنما ہے

وہ جس پر نظر ڈالنا ہے تلاوت
وہ نقشِ قدم جس کا ہے بابِ جنّت
قدم چومتی ہے سرِ عرش عظمت
وہ بزمِ احد کا رسولِ ھدیٰ ہے
محمدؐ ہے وہ رحمتِ کبریا ہے
وہی میرا ہادی وہی رہنما ہے

ملائک کی خم انکے در پر جبیں ہے
بغیر ان کی الفت کے دنیا نہ دیں ہے
جواب انکا دونوں جہاں میں نہیں ہے
خدا تو نہیں ہے حبیبؐ خدا ہے
محمدؐ ہے وہ رحمتِ کبریا ہے

اگر دیں ہے جسم، تو جاں محمدؐ
خدا کی خدائی کا عنواں محمدؐ
جو اُترا مجسّم وہ قرآں محمدؐ
یہ بندہ دعا ہے، دوا ہے شفا ہے
محمدؐ ہے وہ رحمتِ کبریا ہے

یہ شہکار انساں ایسا بنا ہے
خدا دستِ قدرت کو خود چومتا ہے
فرشتوں کا حیرت سے منہ کھل گیا ہے
خدا کے سوا کون اس سے بڑا ہے
محمدؐ ہے وہ رحمتِ کبریا ہے

مشیّت انھیں کی رضا بن گئی ہے
کبھی آیۂ اِنّمَا بن گئی ہے
سِمٹ کر حدیثِ کسا بن گئی ہے
خدا بھی انھیں پیار سے دیکھتا ہے
محمدؐ ہے وہ رحمتِ کبریا ہے

شرافت میں یکتا عبادت میں کامل
محمدؐ خدا کی خدائی کا حاصل
یہ رہبر یہ منزل، یہ کشتی یہ ساحل
خدا کا بنایا ہوا ناخدا ہے
محمدؐ ہے وہ رحمتِ کبریا ہے

جہالت کے بُت کو ہدایت سے توڑا
شکستہ دلوں کو محبّت سے جوڑا
کسی بُت کو کعبہ میں باقی نہ چھوڑا
نبوّت کا لوگو یہی مدّعا ہے
محمدؐ ہے وہ رحمتِ کبریا ہے۔

ذکرِ رسولؐ

ذکرِ رسولؐ پاک کی محفل جہاں ہوئی
اللہ کی قسم وہ زمیں آسماں ہوئی

جس دن اُفق سے صبحِ رسالت عیاں ہوئی
کعبہ سے لَا شَرِیکَ لَہٗ کی اذاں ہوئی

محبوبؐ کبریاؐ کے تصوّر کے حسن سے
دل بھی جواں ہوا ہے نظر بھی جواں ہوئی

اللہ کے حبیبؐ پہ جو ہو گیا نثار
اُس پر نثارِ رحمتِ کون و مکاں ہوئی

جس راہ سے بُراقِ نبیؐ کا گذر ہوا
وہ راہ، راہِ نورِ نبی کہکشاں ہوئی

معراج ہی حضور کے رتبے کی ہے دلیل
اب تک کسی کو اتنی رسائی کہاں ہوئی

اللہ کا حبیبؐ ہے یہ پیار دیکھیے
قرآں میں بھی حدیثِ محبت بیاں ہوئی

اللہ خواب ہی میں زیارت نصیب ہو
یہ آرزو ہی مقصدِ عمرِ رواں ہوئی

خود رحمتِ تمام بڑھی پیشوائی کو
موجِ درود جب بھی زمیں سے رواں ہوئی

بن جاؤں خاکِ راہِ مدینہ خدا کرے
یہ آخری دعا تھی جو وردِ زباں ہوئی

کیا خوبیاں بتاؤں میں اس نعت کی آسیہ
عزت ملی یہاں تو شفاعت وہاں ہوئی

میرا مطلوبؐ

رحمتِ نامِ محمدؐ کی ردا دیتا ہوں
اس کے سائے میں گناہوں کو چھپا دیتا ہوں

جا بجا محفلِ میلاد سجا دیتا ہوں
اس بہانے سے میں پیغامِ خدا دیتا ہوں

بھولے بھٹکوں کو تری راہ بتا دیتا ہوں
ڈوبی کشتی کو ساحل کا پتا دیتا ہوں

غمِ دنیا، غمِ روزی، غمِ فردا، غمِ شوق
نعت کہتا ہوں تو ہر چیز بھلا دیتا ہوں

نام لیتا ہوں تو بڑھتی ہے محبت کی تپش
ذکر سے لذتِ شوق اور بڑھا دیتا ہوں

میں کہ سرکش ہوں کبھی خم نہیں کرتا سر کو
سر مگر نامِ محمدؐ پہ جھکا دیتا ہوں

نامرادی میں جب ایمان بھٹک جاتا ہے
ہاتھ میں نامِ محمدؐ کا دِیا دیتا ہوں

قابَ قوسَین کے جلووں میں یہی بھول گیا
عبد و معبود میں کسکو میں صدا دیتا ہوں

ظُلمتِ کُفر کی جب تیز ہوا چلتی ہے
اپنے ایمان کی لَو اور بڑھا دیتا ہوں

یہ بھی اِک طرح سے اللہ کی تعریف ہوئی
حمد میں نعت کا کچھ رنگ مِلا دیتا ہوں

میرا مطلوبؐ اسیر اور خُدا کا محبوبؐ
اپنی تقدیر کی خوبی کو دُعا دیتا ہوں

مقامِ مصطفےٰ ؐ

صرف سجدوں سے کمال مرتبہ ملتا نہیں
انبیاءؑ کو بھی مقامِ مصطفےٰؐ ملتا نہیں

اپنی اپنی ہے جبیں اور اپنا اپنا ہے خلوص
ہیں نبی لاکھوں مگر سبکو حرا ملتا نہیں

راستے ملتے ہیں پر، راہِ مدینہ کے سوا
جو خدا تک جائے ایسا راستا ملتا نہیں

کیا یہاں خالق کی حد سے مل گئی بندے کی حد
اے شبِ اسریٰ! ہمیں تو فاصلہ ملتا نہیں

ایسا بندہ جس میں جھلکے ذاتِ پاکِ کبریاؒ
ایسا بندہ تو محمدؐ کے سوا ملتا نہیں

یہ خدا کی دین ہے جسکو ملے جتنا ملے
ہر کس و ناکس کو عشقِ مصطفٰے ملتا نہیں

"قطعہ بند"

دیدۂ حیراں سے اعجازِ شبِ ہجرت تو دیکھ
لاکھ ڈھونڈھیں پھر بھی ایسا معجزا ملتا نہیں
درمیاں سے ہو کے گذریں اور دکھائی بھی نہ دیں
غار میں موجود ہوں پھر بھی پتا ملتا نہیں

شوکتِ بوجہل شاید شوکتِ نمرود تھی
خاک میں ایسی ملی کہ کچھ پتا ملتا نہیں

پیار کی، قربت کی، عظمت کی نشانی ہے درود
ہر نبی کو تحفۂ صلِّ علیٰ ملتا نہیں

راستہ اسلام کا سیدھا ہے لیکن اے اسیر
جس کو احمدؐ نہ ملیں اس کو خدا ملتا نہیں

خدا کا مہماںؐ

ہر اک شئے سے عیاں ہو کر ہر اک شئے میں نہاں ہونا
تری قدرت کہ ہونے پر نہ ہونے کا گماں ہونا

مدینہ نقشِ پائے مصطفیٰؐ پر کیوں نہ اترائے
لکھا تھا اس کی قسمت میں زمیں پر آسماں ہونا

اب اس سے بڑھ کے آگے منزلِ انسان کیا ہوگی
خدا سے گفتگو کرنا خداؐ کا مہماںؐ ہونا

ازل کو کب ملا تھا وہ، ابد کو کب ملے گا وہ
وہ لمحہ جس کی قسمت میں تھا اسریٰ کا نشاں ہونا

خدا کی راہ سے، راہِ حرا نزدیک ہے اتنی
کہ طاعت میں برابر ہے یہاں ہونا وہاں ہونا

کرم ہے، لطف ہے، بندہ نوازی ہے، عنایت ہے
مرا صلی علے کہنا خدا کا مہرباں ہونا

وہ رحمت ہیں، تحفظ ہیں، ضمانت ہیں، شفاعت ہیں
محمدؐ کا ضروری ہے ہمارے درمیاں ہونا

اب اس سے بڑھ کے بتلاؤ مآل زندگی کیا ہے
نبیؐ کی راہ میں مٹ کر فلک پر کہکشاں ہونا

مقدر سے اسیر انساں کی تقدیر کھلتی ہے
مبارک ہو غلام سرور کون و مکاں ہونا

○

روشنی

چاند سورج جگمگاتی کہکشاں میں روشنی
نورِ اوّل کا ہے صدقہ ہر جہاں میں روشنی

خلق سے، افکار سے، گفتار سے، کردار سے
کر گئے ہیں مصطفیٰؐ کون و مکاں میں روشنی

آخرش مخلوق نے پہچان لی خالق کی ذات
مصطفیٰؐ نے کی ہے اُنکے درمیاں میں روشنی

قلم

اوّل ما خلق اللّٰہ

خدا کی اوّل مخلوق بے گماں ہے قلم
خدا کی سرِّ مشیّت کا رازداں ہے قلم

بفضلِ رحمتِ کونین مہرباں ہے قلم
بنامِ علم و ہدایات حکمراں ہے قلم

تجلّیات کی گرمی سے نوجواں ہے قلم
زمیں پہ رہ کے بھی ہمرازِ آسماں ہے قلم

پیامِ صلح و محبت کا ترجماں ہے قلم
تلاشِ امن میں پیہم رواں دواں ہے قلم

تمہارا ذکر کیا اور زندۂ جاوید
تمہارا نام لکھا اور جاوداں ہے قلم

قلم کی نوک سے سو انقلاب آتے ہیں
یہ کون کہتا ہے اے دوست بے زباں ہے قلم

عیاں کو فخر کہ کلمہ کی پہلی حامل لوح
بیاں کو ناز یہ ہے پہلا کلمہ خواں ہے قلم

ازل میں لوح پہ دو پاک نام لکھے تھے
ازل سے دستِ مشیّت میں دو زباں ہے قلم

ہر ایک فرد ہے مایوس و بے بس و لاچار
لکھے گا کون کہ آزاد اب کہاں ہے قلم

ہر ایک چیز محمدؐ کا نام لیتی ہے
یہ نام سننے کو انگشت بر دہاں ہے قلم

اسیر ڈھونڈھ رہا ہے مگر نہیں ملتا
بِکا نہیں جو کسی دام وہ کہاں ہے قلم

ہے احمدؐ و حیدرؑ کی نواؤں میں ادا ایک
ملتے ہیں جو دو ہونٹ نکلتی ہے صدا ایک

دستِ ابوطالبؑ کے تراشے ہوئے دو لعل
محبوبِ خدا ایک، نصیری کا خدا ایک

○

ہر چند محمدؐ نے بھائی کو امامت دی
لیکن ابوطالبؑ کا احسان نہیں اترا

○

قطعات

سرمایۂ ایمان ابو طالبؑ کی وفا ہے
اللہ کا سایہ ہے محمدؐ کی ردا ہے

شعب ابو طالبؑ کو تو کیا دیکھ رہا ہے
یہ نوحؑ کی کشتی ہے یہ ساحل کا پتا ہے

کوتاہیٔ ایماں نے جسے کفر کہا ہے
وہ کفر ہی اسلام کی بنیاد بنا ہے

شعب ابو طالبؑ سے جو احمدؐ کو ملا ہے
اُس فقر میں اک کیف ہے لذت ہے مزا ہے

کس شان کا بیٹا ابو طالبؑ کو ملا ہے
دیکھو! کہیں ہو جائے نہ دھوکا کہ خدا ہے

فآوی

سرمایۂ ایماں ابوطالبؑ کی وفا ہے
اللہ کا سایہ ہے محمدؐ کی ردا ہے

شعب ابوطالب کو تو کیا دیکھ رہا ہے
یہ نوحؑ کی کشتی ہے یہ ساحل کا پتا ہے

کوتاہیٔ ایماں نے جسے کفر کہا ہے
وہ کفر ہی اسلام کی بنیاد بنا ہے

شعب ابوطالبؑ سے جو احمدؐ کو ملا ہے
اُس فقر میں اک کیف ہے لذت ہے مزا ہے

کس شان کا بیٹا ابوطالبؑ کو ملا ہے
دیکھو! کہیں ہو جائے نہ دھوکا کہ خدا ہے

جس نور نے کونین کو بخشا ہے اُجالا
شعبِ ابوطالبؑ سے وہی نور مِلا ہے

جس خاک نے چوما کفِ پائے ابوطالبؑ
وہ خاک بھی قرآں کی قسم خاکِ شفا ہے

سر پر نہیں احمدؐ کے یہ دستِ ابوطالبؑ
باطِل سے تحفّظ کے لئے دستِ خدا ہے

اُس عقد کے بارے میں ہے کیا آپکا فتویٰ
جس عقد کا خطبہ ابوطالبؑ نے پڑھا ہے

عظمت ابوطالبؑ کی مٹائے نہ مٹے گی
قرآن میں بھی ذکر ہے، دِل میں بھی لِکھا ہے

سینے سے لگایا ہے بھتیجے کو چچا نے
اور پیار سے اَللہ انھیں دیکھ رہا ہے

ذکرِ ابوطالبؑ تو وہ سُنّت ہے کہ جس میں
تسبیح کی لذّت ہے تلاوت کا مزا ہے
شفقت ابوطالبؑ کی، رفاقت یہ علیؑ کی
دامانِ خدا، زورِ خدا، دستِ خدا ہے

یومِ ابوطالبؑ ہے اسیر آج نہ پوچھو
طوبیٰ پہ چراغاں ہے، فلک خوب سجا ہے

ابوطالبؑ

متاعِ انبیاءؑ ہے نعمتِ خوانِ ابوطالبؑ
کہ ہے الفقرو فخری سازوسامانِ ابوطالبؑ

نظر آئے گی اِس صف میں نبوّت بھی امامت بھی
خدا سے پوچھیے شانِ غلامانِ ابوطالبؑ

یہ بارہؑ جگمگاتے بے بہا انمول سے موتی
انھیں کی ضو سے روشن ہے گریبانِ ابوطالبؑ

ذرا بادِ مخالف کو کوئی بڑھ کے یہ سمجھا دے
چراغِ مصطفےٰؐ ہے زیرِ دامانِ ابوطالبؑ

اگر حبِّ خدا حبِّ محمدؐ جزوِ ایماں ہے
تو پھر ایمانِ کامل کہیئے ایمانِ ابوطالبؑ

شبِ اسریٰ نبیؐ نے عرشِ اعلیٰ پر سنا جسکو
وہی قرآنِ ناطق تو ہے قرآنِ ابوطالبؑ

تمنّائے محمدؐ بن گئی جانبازیٔ حیدرؑ
محمدؐ بن گیا ہے سوزِ ایمانِ ابوطالبؑ

محمدؐ نے یہیں سے تربیت پائی نبوت کی
کہ ہے شعبِ ابوطالبؑ دبستانِ ابوطالبؑ

اسیر اُن کے غلاموں کے غلاموں سے بھی کمتر ہے
مگر اتنا تو ہے کہ ہے وہ قربانِ ابوطالبؑ

علم و جہل

علم خُدا کی دین ہے، علم خُدا کی ہے عطا
علم متاعِ انبیاءؑ علم کمالِ اولیاءؒ
علم تمامِ مصطفیٰؐ علم تمامِ مرتضیٰؑ
علم کی بات کیا کہوں علم ہے ایک معجزا

علم سے ذوقِ زندگی علم سے شوقِ بندگی
علم چراغِ معرفت علم خُدا کی روشنی
علم جمالِ کبریاؑ علم کمالِ آدمی
علم کی بات کیا کہوں علم ہے ایک معجزا

عِلم سے سوزِ زندگی کارگہہِ حیات میں
عِلم سے عجز و بندگی کعبہ و سومنات میں
عِلم نے راہِ جستجو کھول دی کائنات میں
عِلم کی بات کیا کہوں عِلم ہے ایک معجزا

عِلم سے ہے شعورِ عجز، عِلم سے ہے شعورِ دیں
عِلم سے آدمی کو ہے حق کے وجود کا یقیں
عِلم خبر کا نام ہے عِلم نہیں تو کچھ نہیں
عِلم کی بات کیا کہوں عِلم ہے ایک معجزا

فِکر کا دستگیر عِلم، شوق کا رہنما ہے عِلم
منزلِ معرفت کی سمت عقل کا راستہ ہے عِلم
دین کی ابتدا ہے عقل دین کی انتہا ہے عِلم
عِلم کی بات کیا کہوں عِلم ہے ایک معجزا

عَقل ہے گرچہ راہ جُو ' عقل ہے گرچہ تیز گام
عَقل اگر ہو بے عِناں ملتا ہے جہل کا مقام
عِلم یقین کے بغیر بیعتِ عَقل ہے حرام
عِلم کی بات کیا کہوں عِلم ہے ایک مُعجزا

حاصلِ جہل گمرہی ' حاصلِ عِلم ہے ادب
عِلم خدا شناس ہے ' جہل خدا کا ہے غضب
عِلم کمالِ مصطفےٰ ' جہل کمالِ بولہب
عِلم کی بات کیا کہوں عِلم ہے ایک مُعجزا

جہل کا کام کج روی ' عِلم کا کام رہبری
جہل ہے لعنتِ خدا ' عِلم ہے تاجِ برتری
عِلم نہیں تو ایک ہیں وحش و طیور و آدمی
عِلم کی بات کیا کہوں عِلم ہے ایک مُعجزا

علم کے باب ہیں علیؑ، علم کا شہر مصطفےٰؐ
علم کی درسگاہ ہے، ذرّۂ خاکِ کربلا
مکتبِ علم کاظمین، مکتبِ علم سامرا
یہ بھی خدا کا راستہ، وہ بھی خدا کا راستا
علم کی بات کیا کہوں علم ہے ایک معجزا

علم کی دسترس میں ہیں رازِ درونِ کائنات
شمس و نجوم و کہکشاں، سوز و غمِ دلِ حیات
دونوں جہاں میں علم سے اونچی ہے آدمی کی بات
علم یقین سے اسیر دور نہیں خدا کی ذات
علم کی بات کیا کہوں علم ہے ایک معجزا

قطعات

مخلوق کو خالق سے بڑا مان رہا ہے
میں ٹوک رہا ہوں تو بُرا مان رہا ہے
اے کورِ نظر عقل پہ کیا پڑ گیا پتّھر
تراشے ہوئے پتّھر کو خُدا مان رہا ہے

⊙

یہ بات حق ہے سورۂ رحمان کی قسم
تخلیق بے نظیر ہے، خالق ہے بے مثال
فانی ہے کائنات کی ہر شے مگر اسیر
باقی رہیں گے چودہ جو ہیں وجہِ ذوالجلال

⊙

دلوں میں زہر لئے ہونٹ پر نبات لئے
ہزار مصلحتِ وقت کی برات لئے
اب آدمی نے سنبھالا ہے منصبِ ابلیسؑ
غلافِ کعبہ کے سائے میں سومنات لئے

⊙

حمدیہ بند

اے خدا حسنِ تخیّل کو جوانی دیدے
ذکر کو سوز و غم دردِ نہانی دیدے
شوقِ تخلیق کو کوثر کی روانی دیدے
نُطق کو حسنِ ادا شعلہ بیانی دیدے
ایک مستی سی برس جائے فضا جھوم اُٹھے
میں پڑھوں حمد تو خود عرشِ خدا جھوم اُٹھے

قُل ھُوَاللہُ احد عجزِ بیاں کی حد ہے
لَم یَلِد ذات ہے تیری تو وَلَم یُولَد ہے
نہ ازل حد ہے تری اور نہ اَبد سرحد ہے
علم کے آگے ترے علم بشر ابجد ہے
تجھ سا تھا کوئی، نہ ہے کوئی، نہ ہو گا کوئی
کہیں اللہ بھی بن سکتا ہے بندہ کوئی

ذوقِ کمالِ فکر ہے نایاب ہر طرف
بدذوقیٔ نظر کا ہے سیلاب ہر طرف
کشتیٔ علم و فہم حوالے خدا کیے ہے
اس بحرِ آگہی میں ہے گرداب ہر طرف

○

کہتی ہے یہ ہر ذرّہ کی خاموش بیانی
اللہ حقیقت ہے فقط باقی کہانی

○

نعتیہ

وادیٔ شوق میں آوازِ جرس ہو جیسے
لبِ تسنیم کو کوثر کی ہوس ہو جیسے
نام لیتا ہوں محمدؐ کا تو لگتا ہے اسیر
میرے ہونٹوں پہ چھلکتا ہوا رس ہو جیسے

⊙

مرے لب پہ یا الٰہی بس انہی کا نام آئے
جسے ہر وحی سے پہلے ترا خود سلام آئے
جو یہاں بھی رہنما ہو، جو وہاں بھی رہنما ہو
جو یہاں بھی کام آئے جو وہاں بھی کام آئے

⊙

فلک پہ رنگ و نور سے بہار ہی بہار ہے
زمیں پہ حسن و کیف سے نکھار ہی نکھار ہے
یہ کون ہے اسیر جسکا اتنے اہتمام سے
یہاں بھی انتظار ہے وہاں بھی انتظار ہے

⊙

اِن ظُلمتوں میں نورِ سحر کی تلاش ہے
پھر آدمی کو ایک بشر کی تلاش ہے
پیدا کیئے ہیں وقت نے لاکھوں ابُولہب لعہ
اب آمنہ کے نُورِ نظر کی تلاش ہے

○

ایسے میں چلے آیئے یا شاہِ مدینہ
انسان کو بھاتا نہیں انسان کا جینا
لُٹ جاتی ہے اِس دور میں مفلس کی جوانی
بہہ جاتا ہے بِن مول غریبوں کا پسینا

○

تذکرہ تیرا ریگ زاروں میں
گفتگو تیری چاند تاروں میں
فخر کرتی ہے عظمتِ انساں
تو جو آیا ہے خاکساروں میں

○

عرشِ بریں پہ چرچا سرتاجِ انبیاء تم
ارض و سما کا دعویٰ ہم سب کے پیشوا تم

کونین کو یقیں ہے محبوبِ دو جہاں ہو
جبرئیل کہہ رہے ہیں محبوبِ کبریا تم

○

الحمد کی اب ہاتھ میں شمشیر نہیں ہے
آپ اپنی بنائی ہوئی تقدیر نہیں ہے

ہلتا تھا جسے سن کے محمدؐ کا بھی سینہ
اب رسم ہے کعبہ میں وہ تکبیر نہیں ہے

○

جس جگہ احمدِ مرسل کا بیاں ہوتا ہے
اس جگہ عرش سے اک نور عیاں ہوتا ہے

پھول اللہ کی رحمت کے برستے ہیں وہیں
حور و غلمان کا انساں پہ گماں ہوتا ہے

○

یہ شانِ نبوّت، وہ شانِ امامت
نہ اس کی کوئی حد نہ اُسکی کوئی حد
اسیرِ اِس طلسمِ زمان و مکاں میں
اِدھر بھی محمدؐ، اُدھر بھی محمدؐ

○

ازل تیرا، ابد تیرا، زماں تیرا مکاں تیرا
مگر اللہ ختم الانبیاءؐ تیرا بھی، میرا بھی
تِرا بندہ، مِرا آقا، تِرا خادم، مِرا مولا
حقیقت میں محمد مصطفٰےؐ تیرا بھی، میرا بھی

○

طوفاں میں روشنی کا منارا ہیں مصطفٰےؐ
کشتی ہیں ناخدا ہیں کنارا ہیں مصطفٰےؐ
گرداب بننے لگتی ہے جب موج تہہ نشیں
ایسے میں ڈوبتوں کا سہارا ہیں مصطفٰےؐ

○

یہ سرکارِ محمدؐ ہے ولی لے لو خدا لے لو
اگر مشکل کوئی آجائے تو مشکل کشا لے لو

یہاں کا ذرّہ ذرّہ واقفِ رسمِ شریعت ہے
یہاں کے بچے بچے سے نظامِ مصطفےٰ لے لو

○

یوں زینتِ عالم ہے محمدؐ کا مدینہ
جیسے کہ انگوٹھی پہ ہو انمول نگینہ
انساں کو فرشتوں سے بھی بڑھتا ہوا پاکے
جبرئیلؑ کو آتا ہے پسینے پہ پسینہ

○

صاحبِ فکر و عمل گو کہ خلا تک پہنچے
پھر بھی وہ چاند کی محدود فضا تک پہنچے
اور سرکارِ رسالت شبِ معراج امیر
عرشِ اعظم تو ہے کیا چیز خدا تک پہنچے۔

○

ذکر اُن کا آگیا جب گفتگو میں ہم نشیں
چوم لی بڑھ کے تصوّر نے مدینے کی زمیں
ضبطِ اظہارِ محبّت اور اُنکے نام پر
مجھ سے کیا ممکن ہو جب اللہ سے ممکن نہیں
مجھ سے پہلے عرش سے اظہارِ اُلفت کیلئے
بھیج دیتا ہے سلام شوق ربُّ العلمیں

○

وجود کی ابتدا یہی ہیں، وجود کی انتہا یہی ہیں
ازل یہی ہیں ابد یہی ہیں حیات کا مُدّعا یہی ہیں
خدا و بندے میں حدِّ فاصل جو قابَ قوسین کی نہ ہوتی
قسم خدا کی مرے محمدؐ کو لوگ کہتے خدا یہی ہیں

○

دیکھو ذرا اسیر کا یہ ذوقِ جستجو
کرتا ہے اشکِ شوق سے ہر گام پر وضو
ماتھے کو آستانۂ احمدؐ کی ہے تلاش
آنکھوں کو ہے جمالِ محمدؐ کی آرزو۔

خُدا نہیں ہیں، خُدا سے مگر جُدا بھی نہیں
کہ آفتاب سے یہ آفتاب نکلے ہیں
ازل سے پوچھ لو بڑھ کے کہ نورِ واحد سے
یہ پانچ نور بھی کیا لاجواب نکلے ہیں

○

نہ تھا کچھ تو خدا کا نور تھا اور اس کے دھارے تھے
ازل کی چھاؤں میں تخلیقِ اوّل کے نظارے تھے
وہ عینِ ذات تھے یا کہ جُدا تھے، کون بتلائے
فضائے نور تھی اور اس میں روشن پانچ تارے تھے

○

نہیں ملتا اُسے سرمایۂ ایماں نہیں مِلتا
جسے اوجِ یقینِ بوذر و سلماں نہیں مِلتا
مُقدّر میں نہیں فیضانِ آلِ مصطفےٰ جسکے
اُسے پھر مصطفےٰ کا سایۂ داماں نہیں مِلتا۔

○

آدمی خضر کا بھی راہنما بنتا ہے
کبھی منزل، کبھی منزل کا پتہ بنتا ہے
یہ ہے معراج کہ اک بندۂ معصوم اسیر
عرش پر جاتا ہے، محبوبِ خدا بنتا ہے

○

کہیں اے سوزِ دردِ جستجو درماں نہیں ملتا
بجز قرآں کہیں تسکین کا ساماں نہیں ملتا
حدِ معبودیت کے پاس پہنچی عبدیت جسکی
محمدؐ کے سوا ایسا کوئی انساں نہیں ملتا

○

علم سے انساں کو اپنی ذات کا عرفان ہے
علم بنیادِ یقیں ہے علم ہی ایمان ہے
علم کو جب وسعتیں دیدیں تو ہے ذاتِ رسولؐ
علم کو گر مختصر کر دیں تو وہ قرآن ہے

○

عِلم بُنیادِ یقیں، عِلم مُحبّت کی لگن
عِلم میراثِ نبیؐ، عِلم ائمہؑ کا چلن
عِلم سے پھوٹتی ہے قلب میں ایماں کی کرن
دستِ انساں میں سِمٹ آتی ہے تقدیرِ زمن
رہ کے انساں میں بھی انساں سے جُدا بنتا ہے
قابَ قوسین پہ محبوبِ خُدا بنتا ہے

○

عِرفانِ حق ہو جس سے وہ تنویرِ علم ہے
بُنیادِ لاالٰہ کی تعمیر عِلم ہے
آسان کر دے ہم پہ جو تسخیرِ کائنات
وہ فہم، وہ شعور، وہ تدبیر عِلم ہے

○

حضورؐ کے القاب :-

جناب سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، امام المتقین، خاتم النبیین، العبد المؤید والرسول المسدد، والنبی المہذب، والصفی المقرب الحبیب المتجب، والامین المنتخب، صاحب الحوض والکوثر والتاج والمغفر والخطبۃ، والمنبر، والرکن، والمشعر، والوجہ الانور، والخد الاقمر، والجبین الازہر، والحسب الاطہر، والنسب الاشہر محمد خیر البشر، نوراً فی الحرمین، شمس بین القمرین، شفیع فی الدارین، صاحب الفضل والعطاء والجود والسخاء، والتذکرۃ والبکاء، والشیوع والدعاء، والانابۃ والصفاء والخوف والرجاء، والنور والضیاء، والحوض واللواء، والناقۃ والعضباء، والبغلۃ الشہباء، قائد الخلق یوم الجزاء، سراج الاصفیاء، تاج الاولیاء امام الاتقیاء، خاتم الانبیاء، محمد ن المصطفیٰ صاحب الدین والاسلام، والحل والحرام، والرکن والمقام، والصلوٰۃ والصیام، والشریعۃ والاحکام والحجۃ والبرہان، والحق والبیان، والفضل والاحسان، والکرم والامتنان والمحبۃ والعرفان، والخلق العظیم، والدین القویم، والصراط المستقیم، والذکر الحکیم، والرکن الحطیم محمد ن الکریم، صاحب الدین الظاہر، والزمان الباہر، واللسان الذاکر، والبدن الصابر، والقلب الشاکر، والاصل الطاہر، والآباء الاخایر، والامہات الطواہر، النبی الامی المکی المدنی القرشی الہاشمی المطلبی محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگرچہ القاب و اسمائے آنحضرت بہت ہیں۔

احمد علی اسیر عفی عنہٗ
بی۔۹۹-۲۳، سروے نمبر
۶۱۶
جعفر طیار سوسائٹی
ملیر کراچی۔
Ph No 4406673
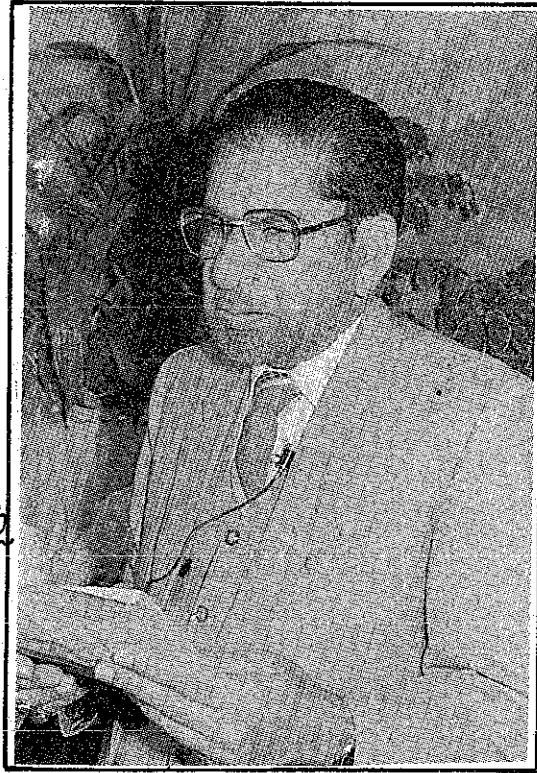
یقیناً مندرجہ ذیل آیات مبارکہ، بندہ محمدؐ کیلئے، تمام گناہوں کی بخشش اور نجات اُخروی کا سہارا ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ یَا عِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۝

(اَلۡقُرۡاٰن)